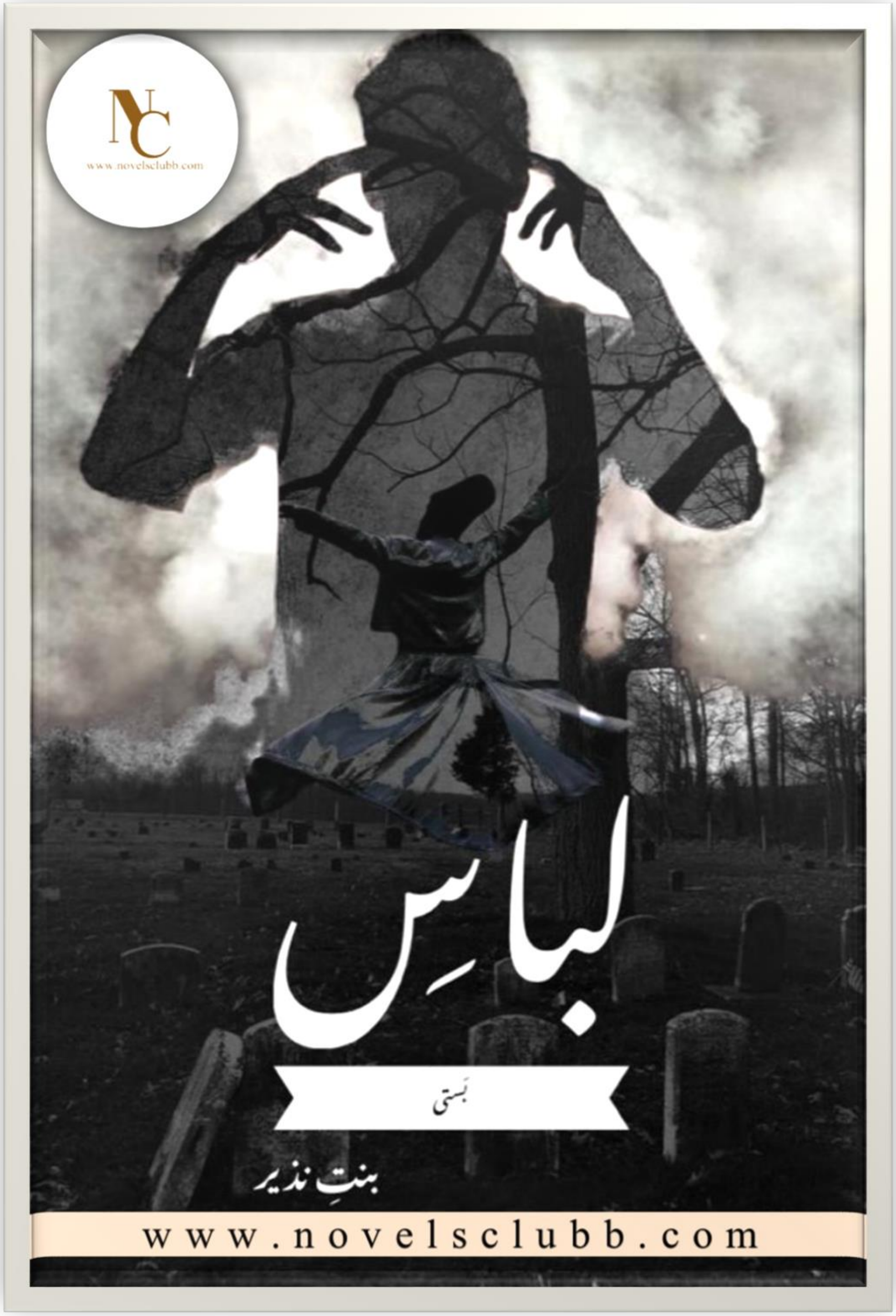
www.novelsclubb.com
لباسِ
بَستی
بنتِ نذیر
www.novelsclubb.com

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

لباسِ بستی

از قلم

ایمان نذیر

www.novelsclubb.com

"جسم ہماری روح کا لباسِ بستی ہے"

(ایمان نذیر کے قلم سے)

www.novelsclubb.com

پیشِ لفظ:

لباس بستی ایک سفر نامہ ہے معراج کے اس سفر کا جب وہ اپنے دل کی گہرائیوں میں اپنے خود کو تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہے. اسکی راہ میں عقائد کے تنازعات، شبہات کی شب تنہائی، اور سوالات کی بارش آتی لیکن وہ جذبات سے بھرپور ابن آدم اپنی منزل کی طرف بڑھتا چلا گیا کہ ایک دن اسے اپنی راہ میں ایک خوبصورت روشنی کی شمع نظر آئی، اس روشنی کی مصنویت اور پیار نے معراج کو مغروریت سے نکال کر ایک نئی راہ کی طرف گامزن کیا۔

www.novelsclubb.com

اور اس شمع کا نام تھا آیت، ایک دنیاوی اور روحانی دنیا کا وہ پل جس نے معراج کی راہ کو اپنی دانائی اور تجربات سے روشن کیا۔ وہ شمع خود تو بجھ گی مگر معراج کی راہ کو روشن کر گئی۔

یہ کہانی ہے ان گمراہ بندوں کی جنھے اللہ رب العزت ہدایت بخشتا ہے اور اپنا محبوب بنالیتا ہے۔

یہ کہانی ہے آزمائشوں پر شکوہ کرنے والوں کی جنھے اللہ رب العزت تحمل بخشتا ہے اور صابرین بنادیتا ہے۔

یہ کہانی ہے خزاں کی ان ٹوٹی کلیوں کی جنھے اللہ رب العزت بہار بخشتا ہے اور پھول بنادیتا ہے۔

یہ کہانی ہے آیت اور معراج کی جنھے اللہ رب العزت ایک دوسرے کا ساتھ بخشتا ہے اور ہمسفر بنادیتا ہے۔

"اور بے شک وہ جسے چاہے ہدایت دے"(القرآن)

******

باب نمبر:۰۵

اکیس دسمبر کی صبح کا سورج رات کی تمام تر تاریکیوں کو چیر تا روشن نکلا تھا مگر زندگی کی تاریکی ہنوز قائم تھی جسے روشن سورج بھی ختم کرنے میں ناکام تھا۔

یہ دسمبر کی صبح تھی جہاں سورج نکل کر بھی تپش فراہم کرنے میں ناکام تھا ہر جگہ ٹھنڈا کوہرا تھا جو ہر شہہ کو اپنی دھند میں لپیٹے اسے سرد کئے ہوئے تھا ایسے میں اگر قصر درانی کے کمرے میں دیکھو تو ایک وجود اوندھے منہ لیتا سو رہا تھا، بالائی منزل کا کمرہ البتہ روشنیوں میں نہایا ہوا تھا۔

بیڈ کے سرہانے پر قرآن رکھے سامنے بیٹھی عشنہ چہرے کے گرد دوپٹہ لپیٹے محو تلاوت تھی کہ دروازہ کھلنے کی آواز آئی، انہیں مڑ کر دیکھنے کی ضرورت نہیں تھی جانتی تھی کہ شمس مسجد سے نماز پڑھ کر لوٹے ہیں۔

بڑھتی سردی کی وجہ سے شمس نماز پڑھ کر ہی لوٹ آتے اور جاگنگ تھوڑی دیر تک شروع کرتے، ابھی وہ وہ بیڈ کی پائنتی کے پاس آکر بیٹھ گئے۔

تلاوت ختم کرتے عشنہ نے قرآن کو غلاف میں لپیٹا اور بیڈ سے اترتے پائنتی تک آئی آیت الکرسی پڑھ کر شمس پر پھونکی جس پر وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور انکے ہاتھوں کو تھام کر بوسہ دیتے بیڈ پر بیٹھ گئے۔

''ناشتہ ابھی کریں گے یا جاگنگ سے واپس آکر؟''

''نہیں واپس آکر ہی کروں گا تم آرام کرو۔''، کہتے انہوں نے اپنا لیپ ٹاپ اٹھایا اور خود کو کمبل میں لپیٹے بیڈ پر ٹیک لگاتے وہ اپنا کام کرنے لگے۔

دروازہ کھولتی عشنہ بھی باہر نکل گئی،اور زینے اترتی نیچے آکر پہلے قرآن کو اسٹڈی میں مطلوبہ جگہ پر رکھا پھر قدم معراج کے کمرے کی جانب بڑھائے۔

دروازہ کھلا تو منظر واضع ہوا،پردوں کی اوٹ سے آتی ہلکی سی روشنی میں کمرے کے وسط پر پڑے سیاہ بیڈ پر وہ اوندھے منہ لیٹا تھا۔عشنہ نے آگے بڑھ کر اس پر کمبل درست کیا،اسکے بالوں پر ہاتھ پھیرا اور آیت الکرسی پڑھ کر اس پر پھونکی پھر جانے کے لیے پلٹی کہ نظر سائیڈ ٹیبل پر پڑی سفید ڈبی پر پڑی واپس مڑتے انہوں نے وہ ڈبی ہاتھ میں اٹھائی،وہ سلیپنگ پلز تھیں۔عشنہ نے ایک نظر ان پلز کو دیکھا پھر معراج کو،جواب تک دنیا و مافیا سے بے خبر سو رہا تھا۔۔۔۔۔۔ سلیپنگ پلز لے کر سو رہا تھا۔

پلز کو اٹھاتی عشنہ غصّے سے کمرے سے باہر نکل گئی جانتی تھی یہ پلزا سے کس نے دی ہیں۔ یہ پہلی دفعہ نہیں ہوا تھا اس کے ساتھ، یہ پلز کی ساتویں ڈبی تھی جسے وہ معراج کے کمرے سے اٹھالائی تھیں۔

غصّے سے لاؤنج کے چکر کاٹتی کان سے فون لگائے وہ مسلسل کسی کو کال ملا رہی تھی مگر جواب ندارد آخر کب تک وہ اسکی کال کو اگنور کرے گا؟ ہاتھ میں پکڑی پلز پر دباؤ اور بڑھ گیا۔

..........♡♡♡..........

ڈریسنگ ٹیبل پر پڑا فون بج بج کر بند ہو چکا تھا۔ اسکے بند ہونے پر سکون سے سانس لیتے اس نے پرفیوم کا ڈھکن اتارا اور خود پر چھڑکاؤ کیا پھر آنکھیں بند کر کے اس خوشبو کو محسوس کرتے اپنے اندر اتارا۔

www.novelsclubb.com

”آہ تم پرفیوم نہ ہوتے تو میں اس معراج کی نحوست لے کر کدھر جاتا۔“، ابھی وہ پرفیوم کو ہاتھ میں اٹھائے اس سے بات کر رہا تھا کہ فون ایک بار پھر بج اٹھا ،منہ بناتے اس نے ایک نظر چمکتی سکرین پر ڈالی، ”اینگری برڈ کالنگ“، جگمگاتا نظر آیا۔

”دیکھ لی ہونگی اس نے اپنے بیٹے کے پاس پلز۔“، سر جھٹکتے اب وہ ٹائی باندھنے لگا فون اب بھی زور و شور سے بج رہا تھا۔”صبح صبح اب میرا خون چوسنے کے لئے فون کر رہی ہے بھئی کام پر جانا ہے میں نے اس کے بیٹے کی طرح فارغ تھوڑی ہوں۔“، فون اٹھاتے آخری نظر اپنی تیاری پر ڈالی، سفید شرٹ پر بلیو پٹرن والی ٹائی باندھے اور نفاست سے اپنے سیاہ بال جن میں اب سفیدی اتر نا شروع ہو چکی تھی انہیں جیل سے سیٹ کئے اب وہ اسٹینڈ پر سے نیلا کوٹ اتار کر پہن رہے تھے۔ گاڑی کی چابیاں اٹھاتے موبائل کے نوٹیفکیشن دیکھے ایک ساتھ آٹھ کالز آئیں تھی عشنہ کی۔

"اب بیٹے کا سارا غصہ میرے کال نہ اٹھانے پر نکلے گا۔"، کوفت سے کہتے وہ لاونج تک آئے، بلیک اور گولڈن کے امتزاج سے بنے شاہانہ صوفے، ہم رنگ پردے اور ڈیکوریشن کا ایک ایک پیس سجانے والے کو داد دینے پر مجبور کرتا وہاں سے گزرتے وہ ڈائننگ روم تک آئے، بارہ سیٹس والا ڈائننگ ٹیبل جو زیر استعمال ایک آدمی کے تھا۔

انہیں سربراہی کرسی پر بیٹھتے دیکھ کر شیف اچھنبے سے دیکھتا ان تک آیا۔

"سر آپ ناشتہ کریں گے؟" حیرت سے سوال کیا۔

"نہیں صبح سے جو کالز پہ کالز آرہی ہیں انکی رنگ ٹون سے ہی پیٹ بڑھ لیا ہے میں نے۔"، باسط کی اس بات پر وہ خفیف سا ہوتا معذرت کرنے لگا" مجھے لگا آج اپاونٹمنٹ صبح پر ہے تو شاید نہ کریں ناشتہ اس لئے بنایا نہیں۔"

"پیشنٹ کو کچھ ہو نہ ہو میں ضرور تھیراپی دیتے دیتے بھوک سے بے ہوش ہو جاؤں گا۔"

”میں ابھی ٹوسٹ اور جوس لاتا ہوں بس ایک منٹ۔“

”جی بہت مہربانی ہو گی آپ کی۔“،اور وہ الادین کے جن کی طرح کچن میں گم ہو گیا۔

”یہ ملازم نہ ہوئے میں انکا غلام ہو گیا جو دل چاہتا ہے جب دل چاہتا ہے ناشتہ دیتے ہیں۔“سر جھٹکتے اب وہ ناشتے کے انتظار میں اخبار پڑھنے لگے۔آج کا دن ہی منحوس تھاڈاکٹر باسط کے لئے۔

..........♡♡♡..........

”بیشک ہم نے موسٰی علیہ السلام کو اپنی نشانیوں کے ساتھ بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاؤ اور انہیں اللہ کے دنوں کی یاد دلاؤ۔بے شک اس میں اس شخص کے لیے نشانیاں ہیں جو ثابت قدم اور شکر گزار ہے۔“(ابراہیم:۰۵)

''اس آیت میں اللہ تعالیٰ ہمیں یاد دلاتا ہے کہ کس طرح اس نے بنی اسرائیل کے لوگوں کے پاس موسیٰ کو بھیجا تاکہ وہ فرعون سے چھٹکارا حاصل کر سکیں اور اگر اللہ تعالیٰ انہیں اس صورت حال سے نکال سکتا ہے تو کچھ بھی ناممکن نہیں ہے لہذا وہ موسیٰ سے کہتا ہے کہ وہ اپنی قوم کو اپنے رب کی نعمت یاد دلائے تاکہ ان کے پاس صبر اور شکر ہو اور بیشک اللہ سب سے بہتر ہے۔ اس آیت سے ہمیں سب سے بڑی بات یہ پتا چلتی ہے کہ امید نہ کھوئیں اور اپنے آپ کو ان احسانات کی یاد دلائیں جو اس نے آپ پر کیے تھے اور جن حالات سے وہ آپ کو باہر لے آیا تھا۔

وہ رب ہے اسکے لئے کچھ مشکل نہیں، اگر وہ آپ کو ماضی کے کھٹن حالات سے نکال سکتا ہے تو وہ اس آزمائش سے بھی نکالے گا۔ ہمیں بس آزمائشوں پر صبر کے ساتھ ساتھ ان نعمتوں پر شکر کریں جو اس نے آپ کو عطا کی ہیں۔ میں جانتی ہوں کہ صبر کبھی کبھی دل کو چیرنے والی اذیت جیسا لگتا ہے، مگر اس کی طاقت ہمیں ان مشکلات سے گزرنے کا حوصلہ دیتی ہے۔''، کاغذ پر ایک قطرہ آ گرا پھر

www.novelsclubb.com

دوسرا،اس سے پہلے کہ تیسرا قطرہ بھی گر جاتا آیت نے اپنی آنکھیں صاف کی نجانے کب آنسو جمع ہو گئے انہیں صاف کرتے آیت نے قرآن بند کر کے اپنے سینے سے لگایا۔اسکے اللہ کو پتا تھا اسے صبر کی ضرورت ہے۔

وہ اس وقت اپنے کمرے میں نیوی بلیو کلر کی کمیز میں ملبوس تھی، سفید حجاب کیئے، قرآن کو سینے سے لگائے اسکا سفید مومی چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔اس آیت کو پڑھ کر اسے بے ساختہ ریلوے کا منظر یاد آیا جہاں سے اسے اسکے رب نے بچایا تھا پھر کلب کے منظر ذہن میں نمودار ہونے لگے، آنسوؤں میں مزید اضافہ ہوا جسم پر کپکپی طاری ہونے لگی۔اسے اپنی ماں کا چہرہ یاد آیا پھر خون میں لتھ پتھ انکا وجود اسے لگتا تھا وہ کبھی مووآن نہیں کر سکے گی، ہاں وہ نہیں کر سکی، ماؤں سے بھی کبھی کسی نے مووآن کیا ہے؟ اور کس نے کہا ماں مرنے پر چھوڑ جاتی ہے؟ مائیں اپنے بچوں کو نہیں چھوڑتی انکی خوشبو.......انکا لمس......انکی قربت کا احساس ہمیشہ ساتھ رہتا ہے۔

"امید نہ کھوئیں اور اپنے آپ کو ان احسانات کی یاد دلائیں جو اس نے آپ پر کیے تھے اور جن حالات سے وہ آپ کو باہر لے آیا تھا۔"

اسے امید نہیں کھونی تھی خود پر اللہ کے احسانات کو یاد کرنا تھا، ریلوے سے بچانا، اسکی عزت کی حفاظت کرنا کہاں کہاں سے نہیں نکالا تھا اللہ نے اسے؟

"وہ رب ہے اسکے لئے کچھ مشکل نہیں، اگر وہ آپ کو ماضی کے کھٹن حالات سے نکال سکتا ہے تو وہ اس آزمائش سے بھی نکالے گا۔"

وہ اس آزمائش سے نکل چکی تھی، اب بس اسکے آفٹر افیکٹس (ٹراما کے بعد کے اثرات) تھے۔

"ہمیں بس آزمائشوں پر صبر کے ساتھ ساتھ ان نعمتوں پر شکر کرنا ہے جو اس نے ہمیں عطا کی ہیں۔"

www.novelsclubb.com

صبر مشکل تھا، جیسے تپتی دھوپ میں سایہ ڈھونڈنا، مگر اس کے بغیر جینا بھی ممکن نہیں اور آیت کو جینا تھا اس تپتی دھوپ میں سایہ ڈھونڈنا تھا اور اسے مل گیا تھا۔ آزمائش نے اب صبر سے شکر کا درجہ پا لیا تھا۔ اس نے اٹھ کر قرآن کو الماری میں رکھا اور اپنا چہرہ صاف کیا۔

"صبر کبھی کبھی دل کو چیرنے والی اذیت جیسا لگتا ہے، مگر اس کی طاقت ہمیں ان مشکلات سے گزرنے کا حوصلہ دیتی ہے۔"

ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے ہو کر آیت نے اپنا حجاب درست کیا، پر نور چہرہ اب پر سکون لگ رہا تھا، ناک پر چمکتی سفید لونگ اب اور دمکنے لگی۔ چہرے پر مسکان سجائے آیت نے دروازہ کھولا۔ دروازے کے پار دنیا تھی اور دنیا میں اپنے غموں کا تماشا نہیں لگاتے، غم صرف اللہ سے بانٹنے کے لئے ہوتے ہیں اس میں شراکت داری جتنی کم ہو صبر اتنا آسان ہوتا ہے۔

www.novelsclubb.com

..........♡♡♡..........

گھڑی کے ہندسے اس وقت دن کے دو بج جانے کی اطلاع دے رہے تھے

ایسے میں قصر درانی میں نظر دوڑاؤ تو اپنے کمرے کے ڈریسنگ ٹیبل پر خود پر پرفیوم کا

چھڑکاؤ کرتے معراج نے اپنی گاڑی کی چابی اٹھائی باہر لاؤنج میں آگیا جہاں ڈائننگ

ٹیبل پر اسکا ناشتہ لگایا جاچکا تھا۔

"پانی نہیں رکھا یار احمر!"، ساتھ والی کرسی پر بیٹھی عشنہ کے سر پر بوسہ دیتا

وہ سربراہی کرسی پر آبیٹھا جس پر عشنہ بس خاموش نظروں سے اسے دیکھتی رہیں

اس نے آج بلیک ٹرٹل نیک کے ساتھ سرمئی پینٹ اور سنیکرز پہنے ہوئے تھے،

کلائی میں ہمیشہ کی طرح رولیکس نظر آرہی تھی۔

"یہ ناشتے کا وقت ہے معراج؟"

معراج نے حیرت سے عشنہ کو دیکھا ایسا پہلے تو کبھی نہیں ہوا تھا کہ عشنہ اس سے دیر سے اٹھنے پر سوال کریں۔

"میرا تو یہی وقت ہے۔"، کندھے اچکا کر اس نے احمر سے پانی لیا اور پی کر خالی گلاس ٹیبل پر رکھ دیا۔

"تو بدلو اسے آئی سمجھ ؟"، وہ غصّے سے برہم ہوئیں اور دوبارہ بولی، "کیوں نہیں آنکھ کھلتی تمہاری صبح ہاں ؟ ہمیں بھی تو پتا چلے ایسے کون سے طریقے ہیں تمہارے پاس جس سے دن بھر بندے کی آنکھ ہی نہ کھلے ؟"

معراج اب تک عشنہ کے تاثرات جانچ رہا تھا، وہ بیک وقت پریشان اور غصے میں لگ رہی تھیں معراج نے نظریں جھکا لیں کیونکہ آج صرف عشنہ کو بولنا تھا اس کا کام یہاں بیٹھ کر انہیں سننا تھا بس سو وہ سنے گیا۔

"روٹین سیٹ کرو اپنی اب تم چھوٹے بچے نہیں ہو جس پر چیک رکھنا پڑے ۔"

معراج نے افسوس بھری نگاہ اپنے ناشتے پر ڈالی جواب ٹھنڈا ہو رہا تھا مگر عشنہ کی بات ختم ہوئے بغیر وہ اسے ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا تھا۔

"احمر........احمر!"، اب وہ باورچی کو آوازیں دے رہیں تھیں شاید انہیں بھی خیال آگیا ہو کہ ناشتہ ٹھنڈا ہو گیا ہلکی کی مسکراہٹ کے ساتھ معراج نے سوچا۔

"جی میم؟"

"یہ ناشتہ اٹھاؤ یہاں سے....."، اور دوبارہ گرم کر کے لاؤ معراج نے اگلا جملہ سوچا۔

"اور خود کھالو صاحب نے رات کو اچھی خاصی گولیاں کھائیں تھیں اب کہاں بھوک ہو گی انہیں۔"، ایک آخری نگاہ معراج کے بدلتے تاثرات پر ڈالتی وہ اٹھ کھڑی ہوئیں۔

www.novelsclubb.com

معراج نے حیرت اور غم کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ پہلے احمر کو ناشتہ لے جاتے دیکھا پھر عشنہ کو اٹھتے وہ بھی ہڑ بڑا کر فوراً اٹھا، "ماں جی کیا ہو گیا ہے یار ؟"

لاؤنج میں پڑے صوفے کی جانب بڑھتی عشنہ رکی اور مڑ کر معراج کو دیکھا۔

"مجھے کیا ہوا ہے...... مجھے (انگلی سے اپنی طرف اشارہ کیا) تمہیں کیا ہوا ہے معراج خود کو آیئنے میں دیکھو کیا کر رہے ہو اپنے ساتھ۔"، کہتی وہ ایل صوفے کے ساتھ مشتمل دراز کھولنے لگی۔

"ماں جی....."، معراج قدم قدم چلتا انکے قریب آ رہا تھا کہ اسکے سینے سے کوئی چیز ٹکرائی اس نے حیرت سے عشنہ کو دیکھا پھر قالین پر بکھرتی پلز کو۔

عشنہ نے صبح دراز میں رکھی سلیپنگ پلز نکالی اور معراج کی طرف پھینکی جو جو اسکے سینے سے ٹکراتی قالین پر بکھر گئیں، "کیا ہے یہ ؟" معراج جواب میں کچھ کہہ نہ سکا۔

"منع کیا تھا میں نے۔"، معراج اب بھی ہنوز بت بنا کھڑا تھا۔

"جواب دو مجھے!"، معراج کو خاموش دیکھ کر وہ اور بھڑک اٹھی پھر تھک ہار کر صوفے پر بیٹھ کر سر ہاتھوں میں گرا دیا۔ معراج ان تک آیا اور گھٹنوں کے بل بیٹھ پر عشنہ کے ہاتھ تھامنے چاہے جسے انہوں نے جھٹک دیا۔

"چلے جاؤ یہاں سے معراج........جاؤ!"، آخر میں وہ چلائی اور معراج ہنوز ہونٹ بھینچتا انہیں دیکھتا رہا پھر آہستہ سے اٹھ کھڑا ہوا اس نے الٹے قدم لئے پھر مڑتا گاڑی کی چابی اٹھاتا لاؤنج سے باہر نکل گیا، گاڑی سٹارٹ کی تو گارڈ نے جلدی سے دروازہ کھولا جس پر زن سے گاڑی باہر لے گیا اور منزل سے بے خبر سفر پر روانہ سیاہ مرسڈیز اب اسلام آباد کے روڈ پر نظر آنے لگی اور کچھ ہی دیر میں وہ ایک فٹ پاتھ کے کنارے رکی اور کوئی شخص دروازہ کھول کر پسنجر سیٹ پر بیٹھا۔

سیاہ جینز زیب تن کیے جو گھٹنوں سے پھٹی ہوئی تھی اوپر سیاہ ہی شرٹ کے ساتھ نیلی جینز کی جیکٹ پہنی ہوئی تھی جس کے گریبان سے سلور چین نکل رہی

تھی۔اس نے مڑ کر معراج کو دیکھا سرمئی آنکھیں سیاہ گاگلز میں قید تھی جبکہ تاثرات تنے ہوئے تھے۔

"کیا ہوا ہیرو آج موڈ بڑا آف لگ رہا ہے؟"، معراج کا شانہ تھپتھپاتے بولا، وہ اب بیٹھ چکا تھا سو معراج نے گاڑی آگے بڑھادی۔

معراج جواب میں کچھ نہ بولا تو نوارد نے کندھے اچکادیے جانتا تھا جب تک معراج خود جواب دینا نہ چاہے کوئی اس سے کچھ اگلوا نہیں سکتا سو ضد کرنا بے کار تھا۔

"چلو کوئی نہیں ابھی دیکھنا تمہارا موڈ سیٹ کرواتے ہیں، ایک دم مست ہو جائے گا۔"، دو انگلیوں سے چٹکی بجاتا وہ ہنسا پھر وہ معراج کو ڈرائیونگ سیٹ سے اٹھنے کا کہہ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

معراج نے گاڑی ایک سائیڈ پر پارک کی اور دونوں نکل کر اب سیٹ بدل رہے تھے۔ سیٹ پر بیٹھے ہی معراج نے اپنا سر سیٹ کی پشت سے لگا کر آنکھیں موند لی آوازیں پھر سے آنا شروع ہو گئیں۔

"خود کھالو صاحب نے رات کو اچھی خاصی گولیاں کھائیں تھیں اب کہاں بھوک ہو گی انہیں۔"

"تمہیں کیا ہوا ہے معراج خود کو آئینے میں دیکھو کیا کر رہے ہوا پنے ساتھ۔

"

"انکل پلیز..... نہیں ماریں..... پلیز مجھے درد ہو رہا ہے۔"

اور معراج کی سوچوں سے بے خبر پاس بیٹھا اشعر لاؤڈ میوزک سے محظوظ ہوتا ڈرائیو نگ میں مگن تھا۔ معراج نے گردن موڑ کر ایک نظر اسے دیکھا۔ وہ اور ہاں تھوڑی تھا جو اسکی خاموشی بھی سن لیتا، جو اسکی مسکراہٹ میں چھپا درد سمجھ

لیتا۔اس نے واپس اپنا سر پیچھے کو رکھ دیا اسے شدت سے اس وقت اورہان کی یاد آئی تھی۔

..........♡♡♡..........

"Welcome to Ali Architects Mr. Orhan, it's a pleasure to have you with us"

کہتے وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور مسافحہ کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا جس کو اورہان نے اٹھتے ہی تھام لیا۔اسے آج انٹرویو کے لیے بلایا گیا تھا جس کو وہ پاس کر چکا تھا بھلا اورہان سکندر نے ہارنا سیکھا تھا؟

"It'll be a pleasure to work with you too, sir"

الوادائی کلمات کے بعد اور ہان سرمئی کوٹ کے بٹن بند کرتا مڑا، فائل اٹھائی اور دروازہ دھکیلتا باہر نکل گیا۔ گھنگریالے بال آج نفاست سے سیٹ تھے سفید شرٹ پر سرمئی پینٹ کوٹ پہنے وہ آج بہت پر کشش لگ رہا تھا۔ بھوری آنکھوں میں جیت کی چمک تھی۔ وہ راہداری سے گزرتا ور کر کیبنز کو دیکھ رہا تھا، گلاس ڈورز، مختلف قسم کے پودے تازگی کا تاثر دیتے تھے اور سامنے ہی نفاست سے براؤن اینڈ وائٹ کو مبو کا بنا ریسپشن تھا جہاں کھڑی ریسپشنسٹ اسکی منتظر تھی۔

ریسپشنسٹ نے اسے اسکا جوئننگ لیٹر دیا جسکو مسکراہٹ کے ساتھ اس نے لے لیا۔

"کانگریجولیشن سر، ویلکم ٹو علی آرکٹیکٹس۔"، چہرے پر مسکراہٹ سجائے وہ کہہ رہی تھی۔

"تھینک یو۔"، مسکراہٹ سے سر خم کرتا وہ باہر نکل گیا۔ باہر نکلتے اورہان ایک پل کے لئے مڑا ایک نظر اس عالیشان بلڈنگ کو دیکھا اور ایک گہری سانس خارج کرتے جوئنگ لیٹر کو دیکھا پھر مسکراتا اپنی گاڑی میں بیٹھ گیا۔

علی آرکٹیکٹس اسلام آباد کی سب سے بڑی آرکٹیکچرل فرم تھی جس میں اورہان کو نیو پروجیکٹ کے لئے چیف سول انجنیئر کے طور پر سلیکٹ کیا گیا تھا۔

آج کا دن کم از کم اورہان سکندر کے لیے حسین تھا۔

..........♡♡♡..........

وہ چاروں آفس کے باہر لائن بنائے کھڑے جبکہ باقی سٹوڈنٹس آہستہ آہستہ اپنے گھروں کو جا رہے تھے نئی شرارت انہیں بھاری پڑ گئی تھی۔

"میں نے تو پہلے ہی منع کیا تھا تم سب کو مگر میری سنتا کون ہے۔"، میرون پیراشوٹ جیکٹ پہنے عطیب سخت جھنجھلایا ہوا تھا۔

"ہاں تو تم نہ جاتے ساتھ خود ہی اپنی مرضی سے گئے تھے، گھسیٹ کر تو نہیں لے کر گئے تھے تمہیں۔"، اب کہ عالیان بھی کوفت سے بولا تو تحریم چڑ گئی،

"بس کردو یار تم دونوں آگے پریشان ہیں ہم اب حل ڈھونڈو کوئی۔" گلابی فراک کے ساتھ اسکا چہرا بھی ضبط سے گلابی پڑ رہا تھا۔

"ساری غلطی ہی عالیان کی ہے کس نے کہا تھا تمہیں ایچ او ڈی (ڈیپارٹمنٹ کا سربراہ) کے سائن کر کے ٹیچر کو ٹرمینیشن لیٹر دو۔"، ہاتھ کے اشاروں کے ساتھ بات کرتی رومائزہ بولی تو بلیک ہڈی میں موجود عالیان نے اسے دیکھا

"رومہ اب یہ غلط ہے یار..... تمہارے سامنے اس ٹیچر نے اپنے چہیتے کی وجہ سے مجھے خواہ مخواہ بے عزت کیا تھا اب میں چپ رہتا؟"

www.novelsclubb.com

"ہاں تو اس کریلے کے سامنے سائن کرنا ضروری تھا.....لگادی نہ چغلی اس نے۔"تحریم کی سیاہ آنکھوں میں اس کریلے نامی لڑکے کے لیے غصّہ صاف جھلک رہا تھا۔

"مجھے کیا پتا تھا وہ کھڑکی سے دیکھ رہا ہے۔"عالیان کے جواب میں تحریم کچھ کہتی کہ پرنسپل کے ہمراہ وہاج درانی آفس سے نکلے۔"وہاج صاحب آپ کا بہت شکریہ ڈونیشنز کے لیے اور امید ہے آپ ان کو بھی سمجھائیں گے۔"ایک نظران چاروں پر ڈالتے وہ بولے جس پر وہاج درانی نے زبردستی مسکراہٹ سجا کر پرنسپل سے ہاتھ ملایا۔

"جی جی آپ فکر نہ کریں آئندہ ایسا کچھ نہیں ہو گا۔"۔پھر وہ ان چاروں کے ہمراہ پارکنگ کی جانب بڑھ گئے اور ساتھ ساتھ انہیں ڈپٹ بھی رہے تھے۔

"جانتے ہو کیا کہہ رہے تھے وہ....."،ایک نظران چاروں کو دیکھا جو مسکینوں کی طرح سر جھکائے چل رہے تھے

www.novelsclubb.com

"وہ کہہ رہے تھے کہ آپ کے بچوں کا گروپ یونیورسٹی کا سب سے کوسا جانے والا گروپ ہے جو ایڈونچر کے نام پر لوگوں کا جینا حرام کرتے ہیں۔"،
افسوس سے انہوں سر جھٹکا وہ گاڑی تک پہنچ چکے تھے۔

"اب جو ہوا سو ہوا آئندہ خیال رکھنا ٹیچرز کے ساتھ شرارت نہیں کرنی یہ لاسٹ وارننگ تھی اکسپل کردیں گے وہ تم لوگوں کو اس دفعہ تو میں نے کچھ ڈونیشن کے نام انکا منہ بند کروادیا تھا، نیکسٹ ٹائم وہ کچھ بھی نہیں سنے گے۔"

"تھینک یو انکل...... تھینک یو بابا۔"، چاروں بیک وقت بولے تو وہاج نے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولا۔

"تحریم بیٹا آجاؤ آپ بھی۔"

"نہیں انکل تھینک یو میں بابا کا ویٹ کررہی ہوں.... وہ بس آتے ہی ہونگے۔"

www.novelsclubb.com

”یہاں آنے سے پہلے میں نے اسے بتا دیا تھا کہ یونیورسٹی جا رہا ہوں تحریم کو بھی پک کر لونگا...آ جاؤ۔“

”انکل.....آپ نے بابا کو بتا دیا؟“، تحریم کی آنکھیں مارے حیرت کے باہر آ رہی تھیں جس کو دیکھتے وہاج درانی بے اختیار ہنس پڑے۔

”ارے نہیں بچے میں نے اسے یہی بتایا تھا کہ عطیب کی طرف سے کال آئی ہے اس نے کچھ کر دیا ہے آپ فکر نہیں کرو۔“اس کے سر پر پیار سے ہاتھ رکھتے وہ بولے تو عطیب نے پٹھی پٹھی نظروں سے ان دونوں کو دیکھا

”دوسروں کی اولاد کو بچانے کے لیے اپنی اولاد کو بدنام کر دیا۔“اور پارکنگ لاٹ میں ان سب سے ہنسی گونجنے لگی

خبردار کوئی ہنسا تو عطیب کا دکھ بڑا تھا بھئی..........

وہ چاروں گاڑی میں بیٹھ گئے تو عالیان بھی اپنی گاڑی کی جانب بڑھ دیا۔

"سوزو کے ابو!" یہ آواز، یہ لقب جانا پہچانا تھا. عالیان ایک جھٹکے سے پیچھے مڑا۔

"لکی چارم!" وہ خوشی سے چلایا، سیاہ آنکھیں چمک اٹھی، وہ اسکے سامنے کھڑی تھی، شہد رنگ آنکھیں گھنگریالے بال جو ربن میں بندھے تھے، بلیو شرٹ، وائٹ براڈ پینٹ میں ٹک ان کیے وہ بلکل اپنی ماں کی طرح لگتی تھی، وہ اسکی بہن تھی......اسکا لکی چارم۔

حنہ کے پاس سے ایک گاڑی گزری جس کے پاس کچھ دیر پہلے عالیان کھڑا تھا۔ پاس سے گزرتے فرنٹ سیٹ پر بیٹھے شخص کی جھلک نظر آئی۔ حنہ کے تاثرات بدلے، اسے ایک گمان سا گزرا، کچھ شناسا تھا، کچھ اپنا اپنا سا پھر وہ گاڑی گزر گئی تو سر جھٹکتے اس نے عالیان کو دیکھا جو نم آنکھوں سے مسکراتا اس تک آرہا تھا، حنہ بھی مسکرائی اور باقی کا فاصلہ عبور کرتے وہ اسکے گلے سے لگ گئی۔ آنسو بے اختیار نکلے ۔آج فاصلہ ختم ہوا، آج کا دن عالیان کے لیے بھی حسین تھا۔

عالیان کو خود سے الگ کرتے حنہ نے اسکے سیٹ ہوئے بال ماتھے پر بکھیرے ،وہ مسلسل مسکرا رہا تھا اسکی سیاہ آنکھیں یوں مسکرانے سے چھوٹی ہو جاتی اور اس مسکراہٹ پر تو حنہ جعفر کی جان بھی قربان۔

"آپ نے مجھے بتایا کیوں نہیں میں ائیر پورٹ آتا آپ کو لینے۔"،اب وہ مصنوعی ناراضگی لیے بول رہا تھا۔سورج کی کرنیں دونوں کے درمیاں حائل تھی، موسم خوشگوار تھا یوں جیسے دسمبر کی سردی میں بہار اتر آئی ہو۔

"بتا دیتی تو سرپرائز کیسے دیتی بدھو!"، مسکراتے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے وہ گاڑی کے پاس جا رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

یوں ساتھ چلتے ہیلز پہننے کے باوجود وہ عالیان کے کندھوں تک بمشکل آتی تھی۔

"سارے راستے دعا کرتی آئی ہوں کہ تم یونی میں ہی ملو۔"اب وہ اسے ہاتھ ہلا ہلا کر بتا رہی تھی۔

”ہاں صرف آج ہی لیٹ ہوا ہوں دوست کا کوئی مسئلہ ہو گیا تھا ٹیچر کے ساتھ۔“، اگر عطیب یہ سن لیتا تو صدمے سے ہی مر جاتا ایک ہی دن میں دو دو الزام.......ہاہ!

..........♡♡♡..........

گاڑی رکنے پر معراج کی سوچوں کا تسلسل ٹوٹا تو اس نے آنکھیں کھولیں اور آگے ہو کر بیٹھا، اشعر گاڑی سے اتر چکا تھا سو معراج نے بھی اپنا دروازہ کھولا اور قدم گاڑی سے باہر رکھے۔ سامنے چھوٹا سا بازار تھا جہاں چوریوں، گجروں اور پایل کے ٹھیلے لگے تھے اور ان سب پر تقریباً سب ہی خواجہ سرا تھے۔

معراج اور اشعر آگے ایک گلی کی جانب بڑھ گئے وہ گلی نہ تنگ تھی اور نہ ہی کشادہ، مختلف دروازوں کے باہر کئی عورتیں کھڑی تھیں، وہ آگے بڑھ کر ایک حویلی نما گھر میں داخل ہوئے یہ جگہ ان کے لیے نئی نہیں تھی وہ یہاں اکثر آیا

کرتے تھے.........یہ ریڈ لائٹ ایریا تھا اور جانتے ہو وہ حویلی نما گھر نہیں کوٹھا تھا اور باہر کھڑی عورتیں.........عورتیں نہیں طوائف تھیں۔

وہ سنگھار میز کے سامنے بیٹھی اپنے ہونٹ لال رنگ سے سجا رہی تھی، بھوری غزال آنکھیں کاجل سے لبریز تھیں۔اس نے ہاتھ بڑھا کر اپنی مہندی سے سجی مخروطی انگلیوں سے چہرے پر آئے اپنے بال ہٹائے۔دروازہ کھلا اور ایک فربہ عورت اندر آئی۔

"نگین.....تم تیار ہو؟" سنگھار میز کے سامنے بیٹھی نگین نے پیچھے مڑ کر اس عورت کو دیکھا ایسے مڑنے سے اس کے سیاہ لمبے کرل شدہ بال سلک کر پیچھے کمر سے ٹکرائے وہ مسکرائی اور واپس مڑ کر چوریاں پہننے لگی۔

"ہم بس تیار ہیں.....دیکھیں کیسی لگ رہی ہیں؟" وہ اب اٹھ کر بیڈ پر آ بیٹھی اور فربہ خاتون کو آنکھوں سے اشارہ کیا جس کو سمجھتی وہ آگے بڑھی اور سنگھار میز سے پایل اٹھا کر اسے پہنانے لگی۔

"ہمیشہ کی طرح حسین۔" اس عورت نے ایک نظر اس کے سراپے پر ڈالی ،وہ نارنجی اور سرخ کے امتزاج کے لہنگے میں ملبوس تھی جس پر خوبصورت گوٹے کا کام ہوا تھا۔

وہ نگین تھی اس کھوٹے کی سب سے خوبصورت طوائف،لوگ اسکے ساتھ وقت گزارنے کے لئے بھاری بھاری رقم ادا کرتے تھے وہ جسے حسن کی دیوی کہا جاتا تھا۔

"ملکہ کہہ رہی تھی کوئی امیر زادے آئیں ہیں کوشش کرنا وہ پکے کلائنٹ بن جائیں۔" وہ اب اسکے بائیں پاؤں پر پایل پہنانے لگی۔

"نگین کو پہلے کوئی نظرانداز کرسکا ہے بھلا۔" ایک ادا سے اپنے بال کان کے پیچھے ارستی وہ بولی کہ اچانک اسکے ہاتھ تھمے منظر میں سرمئی آنکھیں لہرائی،ان آنکھوں سے نگین نظرانداز ہوئی تھی اور وہ آنکھیں تھی کہ نظر سے ہی نہیں ہٹتی ۔وہ پایل پہنا کر جاچکی تو نگین اٹھ کھڑی ہوئی،کمرے میں ایک دم پایل اور چوریوں

کی چھنکار گونجی، اس نے آیئنے میں ایک بار پھر اپنا عکس دیکھا، کیا یہ وجود نظر انداز کرنے کے قابل تھا؟

"اس نے نظر انداز کیا تو کیا..... چاہنے والے اور بہت، سراہنے کو ابھی سارا جہاں باقی ہے۔" خود سے کہتے وہ کمرے سے باہر نکل گئی اور کچھ ہی دیر میں ایک محفل سجی تھی جس میں نگین کو سراہنے والے ہزاروں تھے۔

مہارت سے اپنے پاؤں ہلاتی وہ رقص کرتی تو اسکا لہنگا گھومتا اور ہر طرف اسکی پایل اور چوریوں کی گونج اٹھتی، پل دو پل کے بعد لوگ لطف اندوز ہو کر اس پر پیسے اڑاتے اور پھر اسکے رقص میں محو ہو جاتے۔

ہال کا دروازہ کھلا اور دو لڑکے اندر آئے اگر تم غور سے دیکھو تو ایک کے چہرے پر کوفت نما تاثر تھے، وہ چلتے سامنے دیوان تک آئے جہاں ان کے لیے خاص جگہ بنائی گئی تھی، اور ان دونوں سے بے خبر نگین اپنے رقص میں محو تھی، پیچھے چلتی غزل کے ساتھ سراہنے کی آوازیں بھی شامل تھیں۔

www.novelsclubb.com

رقص کرتے نگین کے پاؤں ایک جھٹکے سے رکے، لہنگا گھوم کر اس سے ٹکرایا، پایل کی آواز، غزل، شور سب تھم گیا۔ بھوری آنکھیں اس بلیک ٹرٹل نیک پر ٹک گئی وہ آج بھی نظریں جھکائے موبائل پر کچھ ٹائپ کر رہا تھا۔

"ارے رک کیوں گئی؟" آوازیں ابھری تو نگین اس پر سے نظریں ہٹائیں اور دوبارا پاؤں کو جنبش دی، رقص کرنا چاہا مگر ناکام۔اسکا سحر تھا کہ کیا وہ رقص کرنا بھول گئی....... نگین کو لگا وہ مزید اسکے سامنے کھڑی نہیں ہو پائے گی۔

کوفت سے معراج نے موبائل بند کیا اور ہاں offline تھا۔اس نے چہرے پر ہاتھ پھیرا، یہ گانا، شور اب معراج کے بس سے باہر ہو رہا تھا۔سامنے کھڑی طوائف شاید رک چکی تھی اسی لیے پاس بیٹھے آدمی اسے کام جاری رکھنے کا کہہ رہے تھے، معراج کو لگا اسکا سر پھٹ جائے گا ان آوازوں سے۔

"جاری کرو..... کیا رقص کرتی ہو تم۔"

"تمہیں کھڑے ہونے کے پیسے تو نہیں دیے۔"

مختلف آوازیں آرہی تھیں، نگین کو ان آوازوں میں اپنا دم گھٹتا ہوا محسوس ہوا یوں جیسے سانس لینے کو ہوا کم پڑ گئی ہو۔اسکی نظریں ان سرمئی آنکھوں سے نہیں ہٹ رہی تھیں اس نے معراج کو سر اٹھاتے دیکھا وہ فوراً پلٹ گئی۔

کسی کی مسلسل نظروں کا ارتکاز خود پر محسوس کر کے معراج نے سر اٹھایا مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔اسے بس دروازے کے اندر جاتا ایک نارنجی آنچل نظر آیا اور پھر ایک لمحے کی بھی دیر کیے بغیر معراج وہاں سے نکل گیا

اشعر کا انتظار کیے بغیر وہ اپنی گاڑی نکالتا وہاں سے جا چکا تھا۔

پیچھے واپس اسی ہال میں دیکھو تو کوئی اور طوائف آچکی تھی اور اس ہال کے پسِ منظر میں نگین سر جھکائے ملکہ کے سامنے کھڑی تھی۔

..........♡♡♡..........

"ماشاللہ اللہ اور کامیابیاں عطا کرے میرے بچے ہو۔" پیار سے اسکے سر پر بوسہ دیتے اور ہان کے ہاتھ سے میٹھائی لی۔ وہ سب اس وقت لاؤنج میں بیٹھے چائے پی رہے جب اور ہان نے انہیں اپنی جاب کا بتایا اور وہ سب کو باری باری میٹھائی کھلا رہا تھا۔

"آج اگر سکندر ہوتا تو بہت خوش ہوتا، ایسے نیک فرمابردار بیٹے ہر کسی کے نہیں ہوتے۔" بڑے مان سے کہتے یزدانی صاحب نے اسکی بڑھائی پلیٹ میں سے میٹھائی کھائی۔ "ہاں البتہ اگر وہ زندہ ہوتا تو تمہاری شکایت ضرور لگاتا میں کہ اپنے گھر کا بسنس جس کو کھڑا کرنے میں میں نے اور سکندر نے اتنے سال لگائے اسے چھوڑ کر تم نوکری کر رہے ہو۔" آخر میں انہوں نے شکوہ کیا۔

"انکل آپ کو پتا ہے مجھے یہ سوسائٹیز، پراپرٹیز ان سب کی نہیں سمجھ آتی پھر آرکٹیکٹ میں انٹرسٹ ہے ڈگری بھی ایسی ہے۔" قدسیہ بیگم کے پاس بیٹھتے وہ

www.novelsclubb.com

تحمل سے بولا جب آیت نے اسے چائے کا کپ تھمایا اور تحریم کے ساتھ سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئی۔

''شوق شوق کی بات ہوتی ہے...... چلو بیسٹ آف لک!'' چائے کا سپ لیتے رحمٰن یزدانی بولے۔

''میں تو آیت کو بھی کہتا ہوں ڈیزائننگ continue کرے ایسے تھوڑا مصروف رہے گی تو طبعیت پر بھی اچھا اثر پڑتا ہے۔'' آیت جواب میں کچھ کہتی کہ قدسیہ بیگم بول پڑی،

''یہ ڈیزائننگ ویزیننگ نہیں سمجھ آتی مجھے اب بس گھر داری سیکھے شادی کی عمر ہو رہی ہے۔'' ان کی اس بات پر اورہان کا منہ سے لگاتے چائے کا کپ تھما، دھڑکنیں منتشر ہوئی اس نے ایک چور نظر آیت پر ڈالی جو خفیف سی لگ رہی تھی پھر مڑ کر پاس بیٹھی قدسیہ بیگم کو دیکھا جو نفیس سا سفید رنگ جوڑا پہنے اوپر

شال اوڑھے وہ ایک ٹانگ صوفے پر رکھے جبکہ دوسری نیچے رکھے بیٹھی آرام سے کہہ رہی تھیں۔

"دادو!" وہ منہ بنائے شکایتی نظروں سے انہیں دیکھ رہی تھی جبکہ تحریم کھسیانی ہنسی ہنستی کبھی اسے دیکھتی تو کبھی اورہان کو جو خود کو مصروف سا ظاہر کرتا چائے پی رہا تھا۔

"کیا دادو ہاں.....بتاؤ بھئی اس چائے اور ان انگریزی سویوں کے علاوہ کچھ بنانا آتا ہے؟" وہ ہاتھ ہلا کر اب اس سے پوچھ رہی تھی جس پر خفیف سی آیت جھٹ بولی "آتا ہے نا....."

"کیا آتا ہے؟......دادی کو الو بنانا؟" اور اس بات پر سب کی دبی دبی ہنسی گونجی اور آیت اب ناراض نظروں سے سب کو دیکھ رہی تھی "بابا آپ بھی ہنس رہیں ہیں یار.....یہ چیٹنگ ہے۔"

"کوئی چیٹنگ نہیں ہے....." کہتے ہوئے وہ یزدانی صاحب کی جانب مڑی جو انکے بائیں جانب صوفے پر بیٹھے تھے

"بس رحمٰن......میں اب کوئی اور بہانہ نہ سنوں، گڑیا کل سے رضیہ کے ساتھ کچن سنمبھالے گی۔"

"گڑیا بھی کہ رہیں ہیں اور کام بھی کروا رہی ہیں۔" منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے آیت چائے پینے لگی۔اس گھر میں اگر دادی نے کوئی فیصلہ کر لیا تھا تو وہ اٹل تھا سو مزید احتجاج کا فائدہ نہیں تھا۔

پھر انہی ہلکی پھلکی باتوں میں یزدانی ہاؤس پر شام اتر آئی۔

..........♡♡♡..........

وہ چودہ کلو میٹر پر آور کی سپیڈ سے ٹریڈ مل پر دوڑ رہا تھا، ریشمی بال ماتھے پر آ گرے تھے۔ بلیک ٹرٹل نیک کی جگہ بلیک جم شرٹ نے لے لی تھی۔ پسینے سے شرابور سرمئی آنکھوں والا مرد نجانے کن سوچوں سے بھاگ رہا تھا۔

شام کے اس وقت کوئی اکادکا لوگ ہی موجود تھے۔ وہ اس وقت اسپورٹس کلب میں بنی جم کے ٹریڈ مل پر تھا جس کے سامنے لگی گلاس وال سوئمنگ پول کا منظر دکھا رہی تھی۔

وائٹ شرٹ کے اوپر خاکی رنگ کی جیکٹ پہنے کوئی شخص تیزی سے اندر آتا دکھائی دیا پھر اس نے گلاس ڈور دھکیلا اور تیزی سے آگے بڑھتے معراج کی ٹریڈ مل کی سرخ ڈور غصّے سے کھینچی (ٹریڈ مل کے سٹارٹ بٹن پر ایک میگنٹ لگا ہوتا ہے جس کے سرخ ڈور بندھی ہوتی ہے جسے کھینچنے پر میگنٹ اتر جاتا ہے اور ٹریڈ مل رک جاتی ہے۔)

"اترو فوراً....."اورہان کے یوں کہنے پر معراج چپ چاپ بغیر کچھ کہے اتر گیا تو اورہان نے پاس پڑا تاول اسے پکڑایا،"یہ صاف کرو پسینہ۔"

معراج نے تولیہ پہلے گردن پر تھپتھپایا پھر اس سے بال خشک کرنے لگا۔ اتنے میں اورہان نے پاس لگے ڈسپنسر سے پانی گلاس میں ڈالا اور معراج کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ لو پیو اسے"، معراج نے تولیہ سائیڈ پر رکھ کر وہ گلاس تھاما اور ہی گھونٹ میں سارا گلاس خالی کر دیا وہ اسکی بات تو مان رہا تھا مگر خاموشی ہنوز قائم تھی۔

"اب بتاؤ مجھے کیا ہوا ہے اور کل رات کو تم کیا بکواس کر رہے تھے فون پر؟"، سینے پر ہاتھ باندھے اپنی نظریں معراج پر ہی گاڑھے ہوئے تھا جبکہ معراج چلتا ہو اسکے پیچھے لگے ڈسپنسر تک گیا اور اس پر گلاس رکھا پھر مڑ کر اورہان کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں کیسے پتا چلا میں یہاں پر ہوں؟" اس سارے لمحے میں معراج اب بولا۔

"مجھے نہیں پتا ہو گا تو کسے پتا ہو گا معراج؟" آہستہ سے کہتے اس نے گہری سانس خارج کی پھر معراج کو دیکھا جو آج پہلے سے زیادہ بکھرا ہوا لگ رہا تھا۔

"مجھے نہیں پتا تم اپنے اندر کی آگ اس پول کے پانی سے بجھاتے ہو۔" گلاس ڈور کے پار بنے پول کی جانب اشارہ کیا، "مجھے نہیں پتا تم اپنے اندر کی تھکاوٹ کو ختم کرنے کے لیے اپنے جسم کو اس ٹریڈمل پر تھکاتے ہو۔" اب کی بار اشارہ پیچھے ٹریڈمل کی جانب کیا۔ معراج نے سامنے دیکھا پھر نظریں اپنے جوتوں پر مرکوز کر لی۔ وہ دونوں یوں کھڑے تھے معراج کے سامنے اور ہان تھا اور ہان کے پیچھے ٹریڈمل۔

www.novelsclubb.com

''سٹریس کو ایسے ڈیل نہیں کرتے معراج.....''اب کی بار اسکی آواز میں تھکاوٹ تھی یوں جیسے اورہان سکندر اپنے دوست کو بچانے میں ناکام ہو رہا ہو ....ہار رہا ہو۔

''چلو میرے ساتھ۔''کہتے وہ گلاس ڈور دھکیلنے لگا کہ معراج کی بات کی آواز پر رک گیا۔

''میں چینج کر لوں پہلے پھر چلتے ہیں۔''

اورہان نے اسے دیکھا وہ جم کی شرٹ میں ملبوس تھا اس نے ہولے سے سر ہلایا پھر اسکا انتظار کرنے لگا کچھ ہی دیر میں معراج پہلے والی بلیک ٹرٹل نیک اور سرمئی پینٹ میں موجود تھا۔

کلب سے باہر نکلتے وہ پارکنگ ایریا تک جانے لگے۔جو پانچ منٹ کے فاصلے پر تھا۔معراج آگے بڑھ رہا تھا کہ اس نے اورہان کو رکتے دیکھا پھر ایک سائیڈ پر جوتے اتارتے دیکھا۔

''آجاؤ معراج.....دیکھو سٹریس کو کیسے ڈیل کرتے ہیں۔'' کہتے ہوئے وہ اندر کی جانب بڑھ گیا۔ معراج نے گردن اوپر اٹھا کر دیکھا اسے ایک مینار نظر آیا پھر اس نے خود کو آگے بڑھتے پایا، اس کے ہاتھوں نے میکانگی انداز میں جاگرز کے تسمے کھولے پھر اسے اپنے قدم مسجد کے اندر جاتے ہوئے محسوس ہوئے۔

یہ اسپورٹس کلب کے ساتھ بنی چھوٹی سی مسجد تھی جس کی آذان کو وہ روز یہاں سے گزرتے ہوئے ان سنی کرتا تھا آج وہ اسی مسجد کے اندر کھڑا تھا۔

وہ اورہان سے ساتھ آگے بڑھا، ہال کے باہر دائیں جانب وضو کے لیے جگہ بنی تھی۔ سرمئی آنکھوں نے اورہان کو وہاں بیٹھتے دیکھا پھر جیکٹ اتارتے، اور پھر ....وضو کرتے۔ قطروں کی صورت پانی اورہان کے چہرے سے ٹپک رہا تھا ،اسکی کہنیاں تر تھی۔ اورہان نے اسے ہاتھ کے اشارے سے پاس بلایا۔

www.novelsclubb.com

نامحسوس انداز میں معراج نے اپنی آستین کہنیوں تک چڑھائے وراورہان کے پاس جا بیٹھا اور سامنے لگا نل کھولا اور پھر ایک نظر اورہان کو دیکھا وہ پر سکون لگ رہا تھا۔

کیا وضو کا پانی غم دھو دیتا ہے؟...... معراج نے سوچا پھر ہاتھ بڑھا کر وضو کیا ایک ٹھنڈک تھی جو اسے سارے وجود میں سرایت کر گئی یوں جیسے جلستی روح کو سکون آگیا ہو۔

"امید نہ کھوئیں اور اپنے آپ کو ان احسانات کی یاد دلائیں جو اس نے آپ پر کیے تھے اور جن حالات سے وہ آپ کو باہر لے آیا تھا۔"

آج سترہ سال بعد معراج کو امید کی کرن نظر آئی یوں لگ رہا تھا جیسے وہ اندر قدم رکھے گا تو سب پیچھے رہ جائے گا، سب فانی ہو جائے گا۔ وہ اورہان کے ہمراہ ہال میں داخل ہوا ایک مخصوص سی خوشبو اس کے نتھوں سے ٹکرائی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

(”بابا یہ مسجد میں اللہ تعالیٰ کی خوشبو ہوتی ہے؟“ پانچ سالہ معراج اپنے بابا سے پوچھ رہا تھا جس پر وہ مسکراہٹ کے ساتھ اسے بتا رہے تھے کہ یہ خوشبو عطر کی ہے۔)

معراج کی آنکھیں نم ہوئی ماضی حسین تھا یا کھٹن وہ فیصلہ نہیں کر پایا۔

تیسری اور آخری صف میں وہ دونوں کھڑے ہوئے، امامت شروع ہو چکی، جماعت کھڑی ہو گئی تھی، نیتیں بندھ چکی تھیں۔

”اللہ اکبر“

”ہمیں بس آزمائشوں پر صبر کے ساتھ ساتھ ان نعمتوں پر شکر کرنا ہے جو اس نے ہمیں عطا کی ہیں۔“

معراج نے دل میں تکبیر پڑھی، قبلہ رخ کرتے ہاتھ کانوں تک گئ اور پھر اسکے ہاتھ سینے پر بندھے۔

"الحمدللہ رب العالمین"(سب تعریفیں اللہ کے لیے، جو دو جہانوں کا مالک ہے۔)

وہ رکوع کے لیے جھکا۔

"وہ رب ہے اسکے لئے کچھ مشکل نہیں، اگر وہ آپ کو ماضی کے کھٹن حالات سے نکال سکتا ہے تو وہ اس آزمائش سے بھی نکالے گا۔"

"انکل نہیں.....پلیز نہیں ماریں"

"اللہ تعالیٰ سیو می پلیز (مجھے بچالیں پلیز)"

"اللہ تعالیٰ مجھے بہت درد ہو رہا ہے.......مجھے یہاں سے نکالیں پلیز!" وہ اس کھوٹری میں بند اندھیرے میں سورہ رحمٰن کی تلاوت کرنے لگا.

رکوع میں جھکے معراج کی آنکھ سے ایک اشک ٹوٹ کر براؤن کارپٹ میں جذب ہو گیا۔

www.novelsclubb.com

"سمع اللہ لمن حمدہ"(اللہ تعالیٰ نے اس بندے کی بات سن لی جس نے اسکی تعریف کی۔)

"اللہ تعالیٰ سیو می پلیز (مجھے بچالیں پلیز)"

"اللہ تعالیٰ مجھے بہت درد ہورہا ہے.......مجھے یہاں سے نکالیں پلیز"

"اس نے نہیں سنی تھی.......اللہ نے میری بات نہیں سنی تھی۔"

سجدے میں جانے کی بجائے معراج واپس مڑا اور نفی میں سر ہلاتے وہ تقریباً بھاگتے ہوئے باہر نکلا، وہ اپنے جوتے تک پہننا بھول گیا۔وہ ننگے پاؤں اب پارکنگ کی طرف جارہا تھا۔وہ راستے میں کئی دفعہ لڑکھڑایا، روڈ پر پڑے پتھر اور کرچیاں اسکے پاؤں کو زخمی کر چکے تھے مگر اس نے دھیان نہیں دیا، دل کے گھاؤ زیادہ گہرے تھے جو اب روح تک چھلنی کر رہے تھے۔

"اس نے نہیں سنی تھی.......اللہ نے میری بات نہیں سنی تھی۔"

وہ گاڑی میں بیٹھنے کی بجائے وہیں اسکے ساتھ ٹیک لگاتا فرش پر بیٹھتا چلا گیا پھر وہ سر جھکا کر پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔

"صبر کبھی کبھی دل کو چیرنے والی اذیت جیسا لگتا ہے، مگر اس کی طاقت ہمیں ان مشکلات سے گزرنے کا حوصلہ دیتی ہے۔"

معراج کا سر درد سے پھٹنے لگا وہ مسلسل اپنا سینہ مسل رہا تھا یوں لگ رہا تھا جیسے سانس آنے جانے کا رستہ بھول گئی ہو۔ وہ سمجھ نہیں پایا کون سے زخم زیادہ تکلیف دے رہے ہیں، پاؤں کے؟.......روح کے؟ یا پھر.......دل کے؟

اللہ سے اسکا دل کا رشتہ تھا یوں کھو جائے گا تو تکلیف تو ہو گی نا، دل ٹوٹ بھی جائے تو رہتا تو سینے میں ہی ہے۔

..........♡♡♡..........

شام کے سایے گہرے ہو گئے تو یادیں بھی اپنا آپ لیتی عطیب کے کمرے میں بسیرا کر بیٹھی۔بیڈ کے دائیں جانب کھڑکی کے سامنے سیٹ کیے گئے اسٹڈی ٹیبل کے پاس بیٹھا عطیب ڈائری پر کچھ لکھا رہا تھا،قریب جا کر دیکھو تو ڈائری کے اس کھلے صفحے تمہیں ایک پھول نظر آئے گا........سفید ٹیولپ!

"کدھر بڑے ہو چھوٹو سے تو ہو تم۔"ایریوں کے بل اوپر اٹھتی وہ اسکے بال ماتھے پر بکھیرتی بولی اور پھر کھلکھلا کر ہنستی آگے چلنے لگی۔چلنے سے اسکے گھنگریالے ربن میں بندھے گہرے شہد رنگ بال کبھی دائیں ملتے تو کبھی بائیں۔

منظر غائب ہوا تو عطیب نے ڈائری بند کر دی اور ڈائری کے ساتھ اس باب کو بھی ہم فلحال یہیں بند کر دیتے ہیں کیونکہ دور کہیں اسی شہر میں بلکنی میں باہر کھڑی گھنگریالے بالوں والی لڑکی کی سوچوں کا ارتکاز ایک ہی منظر تھا

"بڑا ہوں میں آپ سے سینوریتا یہ دیکھیں آپ میرے کندھوں تک بھی نہیں آتی۔" وہ اسکے ساتھ کھڑا ہو کر کندھے ملا رہا تھا وہ واقعی اس کے ساتھ بہت چھوٹی لگتی تھی پھر وہ ایریوں کے بل اٹھی اور اسکے بال بکھیرے

"کدھر بڑے ہو، چھوٹو سے تو ہو تم۔" مسکرا کر کہتی وہ آگے بڑھ گئی۔

ماضی تحلیل ہوا وہ کہیں نہیں تھا۔ شہد رنگ بالوں والی لڑکی بلکونی میں اکیلی کھڑی تھی۔

..........♡♡♡..........

نماز ختم کرتا اور ہان باہر نکلا، جوتے پہنے تو نظر معراج کے سفید جاگرز پر گئی اس نے حیرت سے ارد گرد دیکھا معراج نہیں تھا پھر اسکے شوز اٹھاتا وہ تقریباً بھاگتے ہوئے پارکنگ ایریا میں گیا اسے ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں پڑی معراج سامنے کی گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے نیچے بیٹھا اپنا سینہ مسل رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

اورہان فوراً اس تک گیا شوز پھینکنے کے انداز میں رکھتے اس نے معراج کے بازو تھامے۔

''معراج..... معراج ادھر دیکھو یار'' اسے سانس لینے میں دشواری ہو رہی تھی وہ مسلسل نفی میں سر ہلا رہا تھا، گھٹنوں کے بل بیٹھے اورہان نے اسکا چہرہ تھپتھپایا

''معراج....'' اس نے نظریں اٹھا کر اورہان کو دیکھا، سرمئی آنکھیں سرخ ہو رہی تھی اور کنپٹی سے رگیں ابھری ہوئی تھیں۔ وہ بہت مشکل سے تکلیف ضبط کر رہا تھا۔

اورہان فوراً اٹھا اور اپنی گاڑی سے پانی کی بوتل نکال کر اس تک واپس آیا پھر ڈھکن کھول کر اسے دی جس کو معراج نے کپکپاتے ہاتھوں سے تھامتے منہ سے لگا لی، اب وہ گہرے سانس لینے لگا۔

اورہان کی نظر اس کے پیروں پر پڑی وہ خون آلود تھے۔ بھوری آنکھیں متفکر ہوئی،اس نے اپنے حواس بحال کرتے معراج کو دیکھا پھر واپس پیروں کو،اورہان کا دل چاہا وہ چیخ چیخ اپنے اندر کا درد نکالے جو اسے معراج کو تکلیف میں دیکھ کر ہوتا تھا۔

وہ اٹھا کر معراج کی گاڑی سے فرسٹ ایڈ باکس نکالا پھر آرام سے اسکا پاؤں اپنی گود میں رکھتے اس کے زخم صاف کرنے لگا۔

"یہ زخم تکلیف نہیں دیتے اورہان" بے بس سا معراج بولا۔

"کوئی دوائی، کوئی نسخہ کچھ ایسا لاؤ جو میں یہاں (دل کی جانب اشارہ کیا) لگاؤں اور یہ تکلیف کم ہو،روح کے زخم بھر جائیں اور اس دل کو سکون ملے۔"

"میرے بس میں ہو تو میں اپنی خوشیوں کے بدلے تمہارے لیے سکون خرید لاؤں......پر یہ میرے بس نہیں ہے معراج!" بے بسی سے کہتا وہ اب پٹی باندھ رہا تھا. معراج اسکی بات پر تلخ سا ہنسا۔

"اس سکون کو میں آگ نہ لگادوں جو تمہاری خوشیاں قربان کر کے ملے ۔اتنے سال لگادیے اس بے سکونی میں کچھ سال اور سہی۔" اورہان نے سرمئی آنکھوں میں دیکھا پھر اٹھ کھڑا ہوا اور ہاتھ آگے بڑھا کر معراج کو اٹھنے کے لیے سہارا دیا۔

"ڈرائیونگ نہیں ہو گی تم سے آؤ میں چھوڑ دیتا ہوں۔" اس نے معراج کے جاگرز اٹھائے اور اپنی گاڑی کی طرف بڑھا اور دروازہ کھولتے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ معراج نے اپنے پاؤں کو دیکھا زخم معمولی سے تھے وہ چل سکتا تھا مگر ڈرائیونگ وہ واقعی نہ کر پاتا، اس لیے چپ چاپ اورہان کی گاڑی کی جانب بڑھا ۔چال میں ذرا سی لڑکھڑاہٹ تھی۔

وہ آکر بیٹھ چکا تو اورہان نے زن سے گاڑی آگے بڑھا دی۔ سارا رستہ خاموشی سے کٹا اور کچھ ہی دیر میں وہ قصر درانی کے باہر کھڑے تھے۔ جب تک معراج اندر نہ چلا گیا اورہان وہیں کھڑا رہا۔اس کے اندر جاتے ہی اس نے گارڈ کو اسکے پاؤں کے

زخم کے بارے میں بتایا اور تلقین کی کہ کسی کو بھیج کر کچھ ٹائم بعد اسکی پٹی چینج کروا دے۔

ہدایت دے کر وہ واپس گاڑی میں بیٹھتا اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گیا اور پیچھے رات ہونے کا عندیہ دیتا اندھیرا ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لینے لگا۔

گھر کے اندر داخل ہوتے معراج کو دیکھ کر عشنہ ٹھٹکی، وہ لاؤنج کی راہداری سے ہلکی سی لڑکھڑاہٹ کے ساتھ چلتا آ رہا تھا۔ سفید جاگرز ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھے اور بائیں پاؤں پر پٹی بندھی تھی جس میں سے ہلکہ سا خون رس رہا تھا مگر چہرہ ہر تاثر سے خالی تھا۔

اسکی حالت کے پیش نظر عشنہ نے فوراً آگے بڑھ کر اسکا بازو تھاما، "یہ کیا حال بنا کر آئے ہو.......چوٹ کیسے لگی بیٹا.......احمر.....احمر!"آخر میں وہ احمر کو آوازیں دینے لگی جو سارا کام چھوڑتا فوراً کچن سے باہر آیا۔

"جی میم....."اور پھر اسکی نظر معراج کے پاؤں پر گئی تو حیرت سے آنکھیں کھلی رہ گئی۔

"معراج کے لیے پانی لاؤ، فوراً"، اسے سہارا دیتی صوفے تک لے آئی اور پھر خود اس کے زخم کا معائینہ کرنے لگیں تب تک احمر معراج کو پانی دے کر کچن میں واپس گم ہو گیا۔

"بس چھوٹی موٹی خراشیں ہی ہیں صبح تک ٹھیک ہو جائیں گی۔"وہ انہیں تسلی دیتا بولا۔

"میں ابھی ڈاکٹر کو بلاتی ہوں وہ چیک کر لے مجھے تسلی ہو جائے گی۔"عشنہ نے سامنے ٹیبل پر صوفے کا کشن اٹھا کر رکھا پھر نہایت نرمی سے معراج کا زخمی پاؤں اس پر رکھ دیا۔ معراج اب کافی حد تک خود کو پر سکون محسوس کرنے لگا۔

"کہہ تو رہا ہوں صبح تک ٹھیک ہو جائے گا پھر ڈاکٹر کو بلانے کی کیا ضرورت؟"اتنے میں احمر کچن سے نیم گرم ہلدی دودھ لے آیا، "یہ پی لیں فوراً، درد کم ہو

جائے گا۔''اس نے چپ چاپ احمر کے ہاتھ سے وہ گلاس پکڑ لیا اور ایک گھونٹ پینے کے بعد ہی اسکا دل چاہا یہ اسی پر انڈیل دے، مگر عشنہ کی مسلسل نظروں کی وجہ سے اسے چار و نہ چار پیناہی پڑا۔ دودھ پیتے اسکے عجیب و غریب تاثرات وہ دونوں بخوبی دیکھ سکتے تھے۔

دروازہ کھلنے کی آواز پر تینوں نے بیک وقت لاؤنج کے دروازے کی جانب دیکھا جہاں سے گارڈ ایک شاپر میں پٹی اور دوائی اٹھائے آرہا تھا۔ معراج نے آنکھیں گھمائی.....یہ رہ گیا تھا بس!

گارڈ نے آگے بڑھ کر احمر کو دوائی پکڑائی اور تلقین کی کہ معراج اگر منع بھی کرے تب بھی اسکی پٹی لازمی چینج کرنی ہے اور معراج......وہ بس انہیں دیکھتا ہی رہ گیا۔

..........♡♡♡..........

یزدانی ہاؤس میں رات کے اس پہر سناٹا چھایا ہوا تھا۔ سب اپنے اپنے کمروں میں سو رہے تھے کہ بلائی منزل کی بلکونی سے جھانکتا ہوا چاند کمرے میں دیکھ رہا تھا جہاں ایک وجود پسینے سے تر کسی خواب کے زیر اثر دیکھائی دے رہا تھا۔

مخملی بستر پر سوئی اس لڑکی کے خواب میں جھانکو تو ایک منظر نظر آئے گا، گھنے درختوں کی اوٹ میں بنی سڑک پر الٹی ہوئی گاڑیاں۔ درختوں سے ٹپکتی وحشت اور اس کے سامنے خون سے رنگی اسکی ماں کی لاش۔

(آیت کی آنکھیں خواب کے زیر اثر زور سے میچی ہوئی تھی، ہاتھوں کی مٹھیا بنا کر سختی سے بند کیا ہوا تھا۔ کمفرٹر میں اسکا وجود ہولے سے لرز رہا تھا۔)

اس نے دیکھا کہ سامنے کوئی آ کھڑا ہوا تر تر برستی بارش میں زوردار بجلی کڑکی اور لڑکے کا عکس نمودار ہوا۔ سفید پٹھے یونیفارم میں ملبوس اس لڑکے کی کنپٹی سے خون بہہ رہا تھا۔ آیت نے اسے اپنی طرف بڑھتے دیکھا کہ یکا یک منظر تبدیل ہوا

اس لڑکے کی جگہ نارنجی شرٹ والے آدمی نے لے لی جو حباثت سے اسے دیکھتے قریب آرہا تھا۔

سڑک کے ارد گرد لگے درخت سفید دیواروں میں تبدیل ہو گئے، راستہ بند ہو گیا۔

خوف سے اپنا بچاؤ کرتے اس نے گلدان پھینکا اور ایک جست سے اسکی آنکھ کھل گئی۔

اپنے ارد گرد دیکھتے وہ ایک ان جانے سے خوف میں مبتلا تھی، پسینے سے نم ہتھیلیوں پر زور ڈالتے وہ اٹھی اور بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا لی۔ سینے پر ہاتھ رکھے اب وہ لمبی لمبی سانسیں لینے لگی ساتھ نظر سائیڈ ٹیبل پر پڑے جگ پر گئی۔

کانپتے ہاتھوں کے ساتھ آیت نے پانی گلاس میں انڈیلا اور منہ کے ساتھ لگاتے ایک ہی سانس میں غناغٹ سارا پانی پی گئی۔ گلاس رکھتے اس نے واپس بیڈ

کراؤن کے ساتھ ٹیک لگاتے اپنی آنکھیں موندلی۔اب اسکے لب ہولے سے کچھ بڑبڑا رہے تھے۔

سَلَامٌ قَوۡلًا مِّن رَّبٍّ رَّحِيمٍ (یس:۵۸)

بند آنکھوں کے ساتھ اس نے کئی بار یہ آیت دہرائی پھر ایک منظر ابھرا اسی ویران جنگل کا منظر۔اس نے دیکھا کہ سامنے کوئی آ کھڑا ہوا، ترتر برستی بارش میں زوردار بجلی کڑکی اور لڑکے کا عکس نمودار ہوا۔سفید پٹھے یونیفارم میں ملبوس اس لڑکے کی کنپٹی سے خون بہہ رہا تھا۔بال گر کر ماتھے پر چپکے ہوئے تھے جن میں سے پانی کے قطرے ٹپک ٹپک کر اسکے چہرے کو خون سے صاف کر رہے تھے۔

چھ سالہ آیت نے اسے خود کی طرف بڑھتے دیکھا۔وہ لڑکا آہستہ سے چلتا اس تک آیا اور پنجوں کے بل اسکے سامنے بیٹھ گیا۔آیت جو زینب کے خون آلود جسم کے پاس بیٹھی رو رہی تھی ایک دم ڈر سے چپ ہوئی تو ہچکی بندھ گئی۔

سَلَامٌ قَوۡلًا مِّن رَّبٍّ رَّحِيمٍ (یس: ۵۸) بند آنکھوں کے ساتھ وہ مسلسل پڑھ رہی تھی۔ آنکھوں سے ایک قطرہ بہہ کر گالوں سے پھسل گیا مگر وہ منظر ذہن کی سکرین پر اب بھی چل رہا تھا۔

واپس اس منظر میں چلو تو زور سے بجلی کڑکی تو آیت نے آنکھیں میچ کر کانوں پر ہاتھ کر زور سے دبایا جیسے ان آوازوں کا راستہ روکنا چاہ رہی ہو۔ پھر اس نے محسوس کیا کوئی اس کے کانوں سے ہاتھ ہٹا رہا تھا۔ خوف کے ساتھ اس نے ہولے سے آنکھیں کھولیں۔ وہ لڑکا اپنا یونیفارم ایک سائیڈ سے پھاڑ رہا تھا، اسکا یونیفارم بھی خون آلود تھا اس نے اب دیکھا تھا کہ یونیفارم کے پھٹے ہوئے حصّے سے بھی خون رس رہا ہے۔

لڑکے نے یونیفارم کا کپڑا اپھاڑ کر اسے رول کیا پھر اس کی طرف بڑھایا جو ناسمجھی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں ان آوازوں سے ڈر لگ رہا ہے اور ہمیں ڈرنا نہیں ہے یہاں سے نکلنا ہے۔" وہ کپڑے کا بنایا ہوا رول اسکے کانوں میں ڈال رہا تھا اور ساتھ ساتھ کچھ بول بھی رہا تھا۔

"ابھی تھوڑی دیر تک پولیس آجائے گی، ہم بچ جائیں گے۔" وہ اب رول اسکے دوسرے کان میں ڈالنے لگا تو سفید فراک میں ملبوس آیت نے اسے دیکھا جو اب اسے اٹھنے کا کہہ رہا تھا۔ آیت نے کانوں سے وہ رول نکالتے باہر پھینکے جسے اس نے واپس اٹھا لئے۔

"ہم یہاں نہیں کھڑے ہو سکتے، اٹھو!" کہتے ہوئے وہ اٹھ کھڑا ہوا تو آیت نے مڑ کر زینب کو دیکھا۔

"ماما..... اٹھیں نا" وہ ایک بار پھر زور سے رونے لگی اور زینب کے وجود کو بار بار ہلاتی۔ اسے اس اجنبی سے خوف آرہا تھا۔ اس نے دوبارا اٹھنے کا کہا تو وہ زینب کے ساتھ اور زور سے لپٹ کر رونے لگی۔

"ماما....ماما اٹھیں"

اس لڑکے نے ایک پل کے لئے اسے دیکھا پھر زور سے اسے اوپر کھینچ کر کھڑا کرتے درختوں کی طرف جانے لگا۔

"چپ کر جاؤں آواز نہیں نکالنی ورنہ وہ ماما کی طرح تمہیں بھی مار دیں گے۔

"نو دس سالہ دکھنے والا لڑکا اب اسے اور ڈرانے لگا۔

دو درخت چھوڑ کر وہ تیسرے درخت کے پاس آکر بیٹھ گئے۔ بجلی ایک بار پھر کڑکی تو آیت نے زور سے کانوں پر ہاتھ رکھا۔اس لڑکے نے ہاتھ میں پکڑے کپڑے کے رول اسکے کانوں میں واپس ڈالے اور اسکے کانوں پر ہاتھ رکھ دیے اب وہ کچھ پڑھ رہا تھا۔اب اسکے کانوں میں صرف اسکی آواز گونج رہی تھی۔

اپنے کمرے میں بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگائے سَلَامٌ قَوۡلًا مِّنۡ رَّبٍّ رَّحِيۡمٍ پڑھتے پڑھتے آیت تھمی، خوبصورت آواز میں سورہ رحمٰن کی تلاوت اسکے کانوں میں گونجنے لگی۔ کڑکتی بجلی کی آواز جیسے دم توڑ گئی اور سارا خوف پیچھے رہ گیا۔اسے

اپنے اعصاب پر سکون ہوتے محسوس ہوئے، تنے ہوئے کندھے پر سکون انداز میں ڈھیلے پڑے اور کچھ ہی دیر میں واپس نیند کی وادیوں میں جا چکی تھی۔اس بات سے انجان کہ اس خوف سے آزاد کروانے والا آج بھی اس پٹھے یونیفارم سے نظر آتے اس زخموں کے ساتھ جی رہا تھا جن میں سے اب خون نہیں درد رسنے لگا تھا۔

..........♡♡♡..........

حنہ کو آئے ہوئے ایک ہفتہ گزر چکا تھا اور عالیان کی زندگی میں جیسے بہار اتر آئی تھی۔وہ دونوں بہن بھائی رات گئے تک باتیں کرتے ہنستے مسکراتے۔وہ یونیورسٹی سے گھر آتا تو اسکے پسند کے کھانے کی خوشبوئیں آتی۔جعفر کیانی کا اینٹوں سے بنایا محل اب گھر لگنے لگا تھا۔

زیشان جعفر کیانی کے پاس دبئی جا چکا تھا جس کی وجہ سے حنہ پاکستان لوٹ آئی تھی۔اس وقت بھی وہ دونوں عالیان کے کمرے میں کارپٹ پر بیٹھے پلے سٹیشن پر لگے ہوئے تھے۔

”عالیان اگر تم نے مجھے ہارایا تو میں واپس اٹلی چلی جاؤں گی۔“رف سے جوڑے میں بندھے بالوں سے چند لٹیں نکل کر اسکی مومی گردن کو چھو رہی تھی ،شہد رنگ آنکھیں سکیڑے وہ زور زور سے جوئے سٹک کے بٹن دبا کر سامنے سکرین کو دیکھ رہی تھی۔

”جائیں جائیں وہاں کوئی ہرا جو نہیں سکتا آپکو۔“انہماک سے گیم کھیلتے اس نے ناک سے مکھی اڑائی۔

”اوو...ر.......یہ جیت گیا میں !“کنڑولر پھینکتے عالیان اٹھ کر بنگڑا ڈالنے لگا۔

www.novelsclubb.com

نیچے بیٹھی حنہ نے منہ بناتے اپنا کنٹرولر پٹخنے کے انداز میں رکھا،''میں جا رہی ہوں اور آئیندہ مجھے نہ بولنا کھیلنے کے لئے اگر چیٹنگ ہی کرنی ہے تو۔'' منہ بناتے وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔اس نے بیگی پرپل شرٹ کے ساتھ وائٹ ٹراؤزر پہنا ہوا تھا ۔کمرے میں ہیٹنگ سسٹم کے بدولت سردی نہ ہونے کے برابر تھی۔

''ہر ہارنے والا ایسے ہی کہتا ہے.....میں مائنڈ نہیں کروں گا اٹس اوکے۔'' لٹھ مار انداز میں کہتے عالیان نے سوزو کو گود میں اٹھالیا جو کب سے اسکے گیم ختم ہونے کے انتظار میں تھا۔

''کیوں سوزو.....ٹھیک کہہ رہا ہوں نا؟''سوزو نے گردن اوپر کر لی تو عالیان نے نرمی سے اسے سہلانا شروع کر دیا۔سوزو کو صرف اپنے مساج سے مطلب تھا،عالیان چاہے ٹھیک بولے یا بکواس کرے۔

"جی نہیں بڑی ہوں میں تم سے.....اور بڑوں کو ہرانا تہذیب کے خلاف ہوتا ہے۔" انگلی اٹھا کر کہتے بڑی بہن کی روح آگئی تھی اس میں۔ عالیان نے حیرت سے اسے دیکھا؛

"ہیں....؟ کونسی تہذیب بہن؟"

"بڑوں کو ہرانا نہ صرف اخلاق سے گری ہوئی حرکت ہے بلکہ بہت بڑی بد تمیزی ہے۔" سینے پر ہاتھ باندھتے اس نے اپنی گردن اکڑا لی.........بڑے ہونے کا غرور، ہونہہ!

"اور میں ٹھہرا صدا کا بد تمیز!" کندھے اچکا کر کہتے اس نے گود میں اٹھائے بھورے بلے کا پنجا تھام کر ڈانس کرنے کے انداز میں ہاتھ لہرایا۔

"بد تمیز....ہونہہ" پیر پٹختی وہ باہر نکل گئی اور پیچھے عالیان سوزو کے ہمراہ اپنی جیت کا جشن منانے لگا۔

''جلتے ہیں یہ لوگ تمہارے ابّو کی کامیابیوں سے۔''اور سوز و چپ چاپ اسے دیکھے گیا۔

..........♡♡♡..........

یزدانی ہاؤس میں اس وقت شام کی چائے پی جا رہی تھی۔یہ انکا فیملی ٹائم تھا چائے تو بس ایک بہانہ تھا اپنی مصروف زندگی سے وقت نکل کر ساتھ بیٹھنے کا۔اس وقت لاؤنج میں سامنے لگے سنگل صوفہ پر یزدانی صاحب بیٹھے تھے جبکہ انکے ساتھ پڑے ڈبل سیٹر پر آسمانی رنگ کا جوڑا پہنے قدسیہ بیگم بیٹھی ہاتھ میں تھامی تسبیح پڑھ رہی تھیں۔انکے اشارے پر آیت نے چائے کا کپ سامنے ٹیبل پر رکھ دیا اور اپنا کپ لیتی انکے پاس بیٹھ گئی۔

اورہان پروجیکٹ کی وجہ سے اکثر لیٹ ہو جاتا تھا اس لئے ابھی بھی وہ ان کے ساتھ موجود تھا۔

”کہاں تک پہنچے آپ کے ڈیزائنز، آیت؟“

آیت نے فیشن ڈیزائننگ میں ڈگری لی تھی سو آج کل اسی میں زیادہ تر مصروف رہنے لگی تھی۔ایک وقت کا کھانا رضیہ کی نگرانی میں بنانا اب اس کے ذمہ تھا، بقول دادی کے اسے روٹی بنانا سیکھنا تھا کپڑے درزی بھی بنالیتا ہے۔اب وہ کہتی روٹی باورچی بھی بنالیتا ہے تو اسے فلائنگ چپل پڑنا تھا......دیسی امی یو نو!

”بس فائنل ڈرافٹ ریڈی کر رہی ہوں پھر سی وی دونگی کچھ کمپنیز میں۔“

انہوں نے صرف سر ہلانے پر اکتفا کیا۔قدسیہ بیگم تسبیح پڑھ چکی تو آیت پر پھونکتے ایک سائیڈ پر رکھ دی اور چائے کا کپ اٹھایا۔

”گڑیا جا کر ذرا تحریم کو دیکھو اور بولو دادی بلا رہی ہیں جلدی آئے نیچے۔“ سر ہلاتی آیت اٹھی اور اسے بلانے چلی گئی۔ پیچھے اب قدسیہ بیگم یزدانی صاحب کی طرف متوجہ ہو گئیں، ”یونیورسٹی سے واپس آتی ہے یہ لڑکی اور کتابوں میں گھس جاتی ہے۔ مجال ہے جو سارا دن کمرے سے نکل آئے۔“

"اچھا اب آئے گی تو آرام سے بات کیجئے گا۔بچی ہے ایسے ڈانٹنے سے برا اثر پڑے گا۔"

سیڑھیاں چڑھتے آیت نے اسکا دروازہ کھولا تو اس نے ہڑبڑا کر کتاب بند کی۔ اپنی رو میں اندر آتے آیت نے اسکا چونکنا محسوس نہیں کیا اور وہیں دروازے پر کھڑے دادی کا پیغام پہنچا دیا۔

"داد و بلا رہی ہیں نیچے..... فوراً آؤ!" کہہ کر وہ جانے لگی پھر واپس مڑی تو تحریم کا دل ایک بار پھر زور سے دھڑکا

"اور ہاں..... ملازم نہیں ہوں تمہاری میں، بار بار اوپر بلانے نہیں آؤں گی۔"

"اچھا اچھا آرہی ہوں۔" اپنے تاثرات نارمل کرتے وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور ناول اٹھا کر سائیڈ ٹیبل رکھا تو اسکا نام واضح ہوا "Verity by Colleen Hoover"

www.novelsclubb.com

لاؤنج میں آتے ہی آیت قدسیہ بیگم کے پاس بیٹھ گئی اور تحریم کی کلاس لگ چکی تھی۔

"کتنی بار کہا ہے ساتھ بیٹھا کرو، کمرے سے باہر نکل جایا کرو مگر نہیں اپنی ان کتابوں میں ہی گھسی رہتی ہو۔"

"بیٹا دادو ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ باہر نکلا کرو ایسے ہر وقت کمرے میں بند رہنا اچھی عادت تھوڑی ہے..... ٹھیک ہے آپ پڑھو بکس، ناولز، اچھی عادت ہے مگر ایک لمٹ تک، کسی بھی چیز میں زیادتی اچھی نہیں ہوتی، اوکے؟"

"جی بابا" سر جھکائے سنتی تحریم بولی اور آہستہ سے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئی۔

"جوس پینا ہے؟" ہر گھر کا ایک فرد ہوتا ہے جسے چائے نہیں پسند ہوتی اس گھر کا وہ فرد تحریم تھی۔

"نہیں میں بس....." وہ کچھ کہتی کہ اورہان داخل ہوا۔

"اسلام علیکم!" نیوی بلیو شرٹ کے ساتھ سرمئی پینٹ پہنے وہ بہت تھکا ہوا لگ رہا تھا۔ تحریم کو اپنا لیپ ٹاپ بیگ پکڑاتے وہ صوفے پر ٹیک لگاتا بیٹھ گیا۔

"وعلیکم اسلام"

"فریش ہو جاؤ میں رضیہ سے کہہ کر کھانا لگواتی ہوں۔" وہ اٹھنے لگیں کہ اورہان نے انہیں روک دیا۔

"نہیں نانو میں بس ابھی نکلوں کا تھوڑی دیر تک۔" وہ سیدھا ہو بیٹھا تو سب کی سوالیہ نظریں اسکی جانب اٹھیں

"ابھی تو آئے ہو تم آفس سے اب کہاں جانا ہے؟"

"آج new year eve ہے میں دوستوں کے ساتھ جاؤں گا۔"

www.novelsclubb.com

"معراج بھی ہو گا؟" یزدانی صاحب کے پوچھنے پر اس نے سر ہلایا، جبکہ اس نام پر آیت کی دھڑکنیں تھم گئیں۔ اسے ہر بار گمان ہوتا تھا کہ شاید اورہان کا بیسٹ فرینڈ معراج ہی سرمئی آنکھوں والا معراج ہے۔ کئی بار اس نے پوچھنے کی کوشش کی کہ اسکے بیسٹ فرینڈ کی آنکھوں کا کیا رنگ ہے مگر یہ پوچھنا اسے کچھ عجیب سا لگا اس لئے ہر بار ارادہ ترک کر دیا۔ ہمیشہ کی طرح اس نے آج بھی اس خیال کو جھٹکا اور اٹھ کر کپس اٹھانے لگی۔

"میں، معراج اور ریسنگ کلب کے کچھ لڑکے ہونگے۔" نماز کا وقت دیکھتی قدسیہ بیگم وہاں سے اٹھ گئیں۔

"چلو ٹھیک ہے پھر احتیاط کرنا اور معراج کو میرا سلام دینا۔" کہتے انہوں نے خالی چائے کا کپ میز پر رکھا جسے اٹھاتے آیت کچن کی جانب بڑھ گئی۔ تحریم بھی اورہان کا لیپ ٹاپ کمرے میں رکھتی واپس اپنے کمرے میں نظر بند ہو گئی۔

www.novelsclubb.com

"کافی وقت ہوگیا اسے نہیں دیکھا، ٹھیک ہے وہ؟" پوچھتے ہوئے یزدانی صاحب متفکر نظر آرہے تھے۔ معراج کے ساتھ جو کچھ ہوا اس کے گواہ تھے وہ۔ اس حادثے میں بچنے والی صرف دو جانیں تھی جن میں سے ایک معراج درانی کی تھی۔

گھٹنوں پر کہنیاں رکھے اورہان آگے کو جھکا کر بے بسی سے نفی میں سر ہلا دیا۔

"ابھی تک سلیپنگ پلز لے کر سوتا ہے، پہلے سے کافی بہتر ہے اب لیکن بدگمانی نہیں نکل رہی اسکے دل سے۔ کچھ دن پہلے مسجد گئے تھے ہم۔"

"پھر....اس نے ریکٹ نہیں کیا؟" وہ اسکی حالت اور ٹراما سے بخوبی واقف تھے۔

"اسے اتنے سالوں بعد دوبار اپینک اٹیک آیا تھا۔" یزدانی صاحب پیچھے ہو بیٹھے۔ معراج کی تکلیف اپنی تکلیف لگتی تھی۔

”میں ابھی تک خود کو قصوروار سمجھ رہا ہوں، مجھے اسے مسجد لے کر نہیں جانا چاہیے تھا۔“

”اورہان.... یہ اللہ اور اسکا معاملہ ہے۔وہ خود ٹھیک کرے گا تو سب بہتر ہو گا، تیسرا شخص ہمیشہ فاصلہ پیدا کرتا ہے۔تم اسے زندگی کی طرف لاؤ،اپنی طرف اللہ خود بلائے گا۔“اورہان نے بس سر ہلانے پر اکتفا کیا پھر وہ اٹھ کھڑے ہوئے تو اورہان بھی اٹھ گیا اور اس سال کی آخری شام اختتام کو پہنچ گئی۔نیا سال نئی کہانیاں لانے والا اور شاید.....نئے انکشاف بھی کیونکہ آنے والا ہر سال مہربان نہیں ہوتا۔

..........♡♡♡..........

ہاتھوں پر گلووز سیٹ کرتے اورہان نے ہیلمٹ پہنا، معراج اس سے تھوڑے فاصلے پر اپنے ہیوی بائیک پر بیٹھا اسکا منتظر تھا۔وہ اپنے بائیک پر بیٹھا تو

ہیلمٹ میں موجود معراج کا سر آگے کی جانب مڑا۔ وہ دونوں بلیک پینٹ کے ساتھ بلیک ہی جیکٹ میں ملبوس تھے.......ٹوینگ یونو!

فضا میں گولی کی آواز گونجی تو ان دونوں کے ساتھ مقابلے میں شامل باقی تین لڑکوں نے ابھی رفتار پکڑی۔

اب اس ریسنگ ٹریک پر وہ پانچوں ہیوی بائیکس تیز رفتار کے ساتھ ایک دوسرے کو پیچھے چھوڑنے کی جدوجہد میں تھے۔ ٹریک کے سائیڈ پر بنی جگہ پر لوگوں کا شور اور رش بڑھتا جا رہا تھا اور اس شور میں سب سے اونچی آواز

"اورہان سکندر" کے نام کی تھی۔ اسے ریسنگ کی دنیا کا سکندر کہتے تھے جو آج پانچ سال بعد ٹریک پر نظر آیا تھا۔

آخری لیپ ختم کرتے اورہان کا بائیک سب سے پہلے رکا، پھر دوسرا آر کا اور تیسرے نمبر پر رکنے والا معراج تھا۔

ہیلمٹ بغل میں دبائے وہ دونوں اب ایک سائیڈ پر بیٹھ رہے تھے۔

''آج کیا، اگلے دس سالوں میں بھی تم مجھے ہرا نہیں سکتے معراج!'' کہتے اس نے ہیلمٹ ایک سٹیپ پر رکھ دیا۔ وہ دونوں اب ٹریک کے ساتھ بنے سیڑھی نما سٹیپس پر بیٹھے تھے۔

''ہم بھی سوئمنگ کے شہنشاہ ہیں کبھی آنا کلب میں۔'' چیلینجنگ انداز میں کہتے معراج نے اس کے ہاتھ سے پانی کی بوتل لی اور اپنا گلہ تر کیا۔ اسکی بات پر اورہان ہنس پڑا اور معراج کو دیکھا جو بوتل منہ سے لگائے پانی پی رہا تھا۔ گلے کی گلٹی ہر گھونٹ کے ساتھ ڈوب کر ابھرتی۔ اسے بے ساختہ یزدانی صاحب کی کہی بات یاد آئی۔

''تم اسے زندگی کی طرف لاؤ، اپنی طرف اللہ خود بلائے گا۔''

''معراج اٹھو کہیں چلتے ہیں۔'' فوراً پلان بناتا وہ اٹھ کھڑا ہوا تو معراج نے اچھنبے سے اسے دیکھا۔

"تو یہ ہم تمہارے گھر میں بیٹھے ہوئے ہیں؟" طنز اچھا تھا مگر اورہان نے اگنور کیا۔

"آج ہم آوارہ گردی کرتے ہیں جیسے یہ......." کچھ سوچنے کے لئے رکا" جیسے یہ ہماری زندگی کی آخری رات ہو۔"

معراج نے اسے دیکھا جو کچھ زیادہ ہی اکسائیٹڈ لگ رہا تھا۔

"ہم یہاں تراویح تو پڑھ نہیں رہے.......آوارہ گردی ہی کر رہے ہیں ،ڈفر!" پانی کی بوتل سائیڈ پر رکھتے وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا پھر ہمدردی سے اورہان کا کندھا تھپکا،" مجھے لگتا ہے تم اپنا دماغ گھر چھوڑ آئے ہو." سرمئی آنکھوں سے اسکی کنپٹی کی طرف اشارہ کرتا بولا اور سٹیپس سے نیچے اترنے لگا۔

اورہان دونوں ہیلمٹس اٹھاتا مڑا اور اسکے پیچھے نیچے اترنے لگا،" میرا مطلب تھا جہاں یہ ہجوم نہ ہو۔"

''ہجوم میں تنہایاں تنگ کرنے نہیں آتیں۔یادوں کا شوران آوازوں کے شور تلے دب جاتا ہے۔''بہت نارمل انداز میں کہتے وہ نیچے اتر رہا تھااور وہاں پیچھے لب کا ٹتارہ گیا۔

پھر کچھ ہی دیر میں وہ دونوں اپنی ہیوی بائیکس پر سوار اسلام آباد کی حدود کراس کر چکے تھے۔صبح سنڈے تھااور ہاں کو کمپنی سے آف تھاتو واپسی کی پرواہ کیے بغیر وہ معراج کے ہمراہ یادیں بنانے میں مگن تھا۔

ساری رات آوارہ گردی کرنے کے بعد وہ دامنے کوہ کے قریب ایک ڈھابے پر رکے۔موٹروے کراس کرنے کے بعد روڈ کے کنارے ایک چھوٹا ساڈھابا تھاجو اونچائی پر بنا تھا۔ایک طرف ڈھابا تھااور دوسری طرف اونچائی سے نظر آتا دھند میں لپٹا اسلام آباد۔

آسمان پر اب اندھیرے کو چیرتی ہلکی ہلکی نیلاہٹ آنے لگی تھی۔پرندوں کی چہچہات کانوں میں تازگی بخش رہی تھی۔اونچائی پر ٹھنڈ اور بھی زیادہ تھی ایسے میں

معراج وہاں کھڑا دھند میں لپٹا اپنا شہر دیکھ رہا تھا جس کی چند عمارتیں نظر آ رہی تھیں اور جانتے ہو یہاں کھڑے ہو کر ہم دوسرے شہریوں کو کیا دیکھاتے ہیں؟

سب سے خوبصورت اور اونچا نظر آنے والا سنٹورس مال!

معراج بھی اس وقت وہی دیکھ رہا تھا۔

یہ شہر ہے ہی ایسا ایک بار اس میں رہ لو تو کوئی اور شہر دل کو نہیں بھاتا۔ اسلام آباد دل چرا کر اپنے پاس رکھ لیتا ہے۔

وہ اس منظر میں قید تھا کہ اورہان نے آ کر اسے بھاپ اڑاتی چائے کا کپ تھمایا جسے پکڑتے وہ واپس ڈھابے میں آ بیٹھا۔ آج اتنے دنوں بعد اس نے پوری دل جمی سے ناشتہ کیا تھا ورنہ زندگی ایک قید بن چکی جہاں بس زندہ رہنے کو ٹکڑے منہ میں ڈالے جاتے ہیں۔

www.novelsclubb.com

..........♡♡♡..........

("ابراہیم کون ہوتا ہے بابا؟"

اٹھارہ سال پہلے جھانکو تو ایک منظر میں نو سالہ معراج شمس سے کچھ پوچھ رہا تھا۔)

شام کو اورہان گھر پہنچا تو کچن سے کھٹ پٹ کی آوازیں آج معمول سے زیادہ تھیں کیونکہ آج رضیہ نہیں آیت کھانا بنا رہی تھی۔ نفی میں سر ہلا کر مسکراتا وہ اپنے کمرے میں چلا گیا۔

"دادو یہ آئل میرے اوپر گر جائے گا۔" پیاز کو کڑاہی میں پھینکنے کے انداز میں ڈالتی وہ فوراً نیچے جھک گئی اور کچن میں پیاز فرائی ہونے کی آوازیں آنے لگیں ......شڑ شڑ۔

www.novelsclubb.com

("ابراہیم.......ابراہیم وہ ہوتا ہے جو اپنے نفس پر اللہ کو چنتا ہے۔")

آفس سے واپس آتے شمس درانی اپنی اسٹڈی میں چلے گئے۔اسٹڈی ٹیبل سے مطلوبہ البم نکالتے وہ اپنی راکنگ چیئر پر آبیٹھے۔

البم کھولتے ہی ساری یادیں کھل گئیں۔وہ انکی اور معراج کی تصویروں کا البم تھا جہاں وہ ہر تصویر میں ان کے ساتھ مسکراتا نظر آرہا تھا۔وہ انکا اسماعیل تھا۔اب وہ مسکراہٹیں کہیں کھو گئیں تھیں۔اس کہانی کا سب سے بڑا ابراہیم اکیلا تھا۔ آزمائش میں اسماعیل کی گردن پر چھری رکھنے کا حکم تھا،زم زم کا وعدہ تھا مگر یہ تو بتایا ہی نہیں تھا اگر اسماعیل ساتھ دینے سے انکار کردے، گردن پر رکھی چھری پر سوال کردے تو کیا کرنا ہے؟

("ابراہیم اپنی جان سے عزیز ہستی کو اللہ کے حکم پر قربان کرتا ہے۔")

ڈائننگ ٹیبل کی سربراہی کرسی پر بیٹھے شمس نے گھڑی پر وقت دیکھا،رات کے نو بج رہے تھے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"معراج نہیں آیا ابھی تک؟" دائیں جانب بیٹھی عشنہ کی طرف دیکھا۔

"دو دن سے گھر نہیں آیا...... کالز کرنے پر نمبر بند ملتا ہے۔" وہ چاولوں میں چمچ ہلانے لگیں۔

"اب اسے سمجھائیں، سختی کریں...... اب تو اتنے سال گزر گئے وہ اب بھی بدگمانی لئے بیٹھا ہے۔ ایسا کب تک چلے گا شمس؟...... ماں ہوں میں یوں بکھرا ہوا نہیں دیکھ سکتی میں اسے۔" لہجے میں شکست تھی، آنکھوں میں شکایت۔ "کاش وقت پیچھے چلا جائے اور میں اسے کچھ بھی نہ ہونے دوں اسکے ہر زخم کو دور کر دوں" آواز میں اب نمی کا تاثر شامل ہوا تو شمس نے نرمی سے ٹیبل پر رکھے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔

"اگر وقت پیچھے بھی چلا جاتا تو بھی میں اپنے اسماعیل کی گردن پر چھری رکھتا یہ اللہ کا حکم تھا اور اسکے حکم میں گنجائش نہیں نکالتے۔"

www.novelsclubb.com

عشنہ نے لب بھینچتے شمس کو دیکھا، اندر سے ٹوٹا ہوا شخص خود کو مضبوط دیکھا رہا تھا۔ وہ اس کہانی کا سب سے بڑا ابراہیم تھا۔ اسماعیل کے پاس ہاجرہ تھی اور ہاجرہ کے پاس اسماعیل. ابراہیم کے پاس کون تھا؟

اس کہانی کا سب سے بڑا ابراہیم اکیلا تھا۔

("ابراہیم کی جان سے عزیز ہستی کون ہے بابا؟" شمس نے مسکرا کر اسے دیکھا وہ بہت اشتیاق سے اپنی پسندیدہ کہانی کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔

"اسماعیل......ابراہیم کا اسماعیل!" اب وہ اسے آگے کی کہانی سنانے لگے۔)

www.novelsclubb.com

اسلام آباد کے روپوش علاقہ میں بنے کلب میں جھانکو تو پارٹی لائٹس میں ایک شناسا چہرہ صوفے پر بیٹھا نظر آرہا تھا۔ سیاہ شرٹ کے اوپر دو بٹن کھلے ہوئے تھے ہاتھ میں کانچ کا گلاس تھا جس میں زرد رنگ کا مشروب نظر آرہا تھا۔ آج دو جنوری تھی اور نیو ائیر پارٹیز جاری تھیں۔

اس چہرے پر زوم کرو تو اسکی آنکھوں کا رنگ واضح ہو گا.........سرمئی رنگ۔

(”ابراہیم وہ ہے جس نے بت سازوں کے ساتھ رہ کر بھی بت پرستی نہیں سیکھی۔اپنے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا۔بیٹے کی محبت آزمائش پر حاوی نہیں ہونے دی پھر اللہ ان کے بیٹے کی حفاظت کیسے نہ کرتا؟“)

اٹھارہ سال پہلے کورٹ روم میں جانے سے شمس کو کہیں اور جانا تھا وہاں جہاں اسکے بیٹے کی حفاظت یقینی تھی۔مسجد کے وسط میں شمس اکیلا بیٹھا تھا، نمازی جا چکے تھے مگر مانگنے کا وقت تھوڑی مقرر تھا۔اسکا در تو مانگنے والوں کے لئے ہر وقت کھلا ہے۔

”اے اللہ! میں آج تیرے سامنے یوں ہاتھ پھیلائے اپنے احمد کی سلامتی مانگتا ہوں۔کوئی طاقت تجھ سے بڑی نہیں ہے۔میں آج اپنے اسماعیل کی گردن پر چھری رکھ کر تیرے حکم کے آگے سر جھکاتا ہوں۔میرا دل پھٹ رہا ہے......

آنکھیں اشکبار ہیں مگر عمل .... عمل میں تیرے حکم پر کرتا ہوں۔" آواز ہچکیوں میں بندھ گئی۔

"جس طرح ابراہیم نے تیری محبت کو اپنے بیٹے پر ترجیح دی، میں آج معراج کی محبت پر تجھے ترجیح دیتا ہوں۔ میں اپنا احمد تیرے لئے قربان کرتا ہوں۔ جس طرح تو نے اسماعیل کی گردن کٹنے نہیں دی اس طرح میرے احمد کی گردن سلامت رکھنا....... میرے اللہ! ....اے میرے ابراہیم کے اللہ! میں اپنا معراج........اپنا احمد تیرے حوالے کرتا ہوں۔ وہ روئے گا...... گڑگڑائے گا ،ایڑیاں رگڑے گا۔ اسے زم زم ضرور عطا کرنا میرے رب......اسے زم زم ضرور عطا کرنا۔" چہرے پر ہاتھ پھیرتے وہ آہستہ سے اٹھ کھڑے ہوئے ایک بوجھ دل سے سرک گیا، روح ابھی بھی بھاری تھی۔ ان کا احمد اب اللہ کی ذمہ داری تھا اور اللہ اپنی ذمہ داریوں سے پیچھے نہیں ہٹتا۔ معراج کو اسکا زم زم ضرور ملے گا یہ انہیں یقین مگر اس میں اٹھارہ سال گزر جائیں گے یہ گمان نہ تھا۔

(''اگر اسماعیل گردن پر رکھی چھری پر سوال کر دے..... تو؟ یا اگر وہ سمجھوتا کرنے سے انکار کر دے پھر؟...... پھر کیا ہو گا بابا؟''جواب دینے کو جیسے الفاظ ختم ہو گئے۔ کہانی کا یہ پہلو تو شمس نے سوچا ہی نہیں تھا۔)

ان گزرتے سالوں میں بہت کچھ بدلا۔ شمس کے سیاہ بالوں میں چاندنی آگئی ، جسم میں ویسی توانائی نہیں رہی۔ بچپنے سے لڑکپن اور لڑکپن سے جوانی آگئی وہ احمد سے معراج بن گیا۔ معصوم چہرے پر داڑھی آگئی۔ کئی شامیں ڈھلیں اور دن اجاگر ہوئے پر نہیں بدلا تو معراج کا شمس کے لئے دل تھا۔ ہر گزرتے دن کے ساتھ نفرت بڑھتی گئی۔

www.novelsclubb.com

شمس نے پیار سے ہمدردی سے پھر غصے سے ڈپٹ کر سمجھانے کی کوشش کی مگر اس نے کچھ نہیں سنا۔ فاصلے بڑھ گئے۔

(''ابراہیم کی آزمائش چھری رکھنے تک تھی،اب وہ آزاد ہے۔اس سے آگے کی آزمائش اسماعیل کی ہے۔اس کے ایڑیاں رگڑنے سے زم زم پھوٹتا ہے،ابراہیم کے چھری رکھنے سے نہیں۔'')

ماضی میں کھو جانے والے اس حسین لمحے میں وہ اسے بتا نہ سکے کہ اگر اسماعیل گردن پر رکھی چھری پر سوال کر دے تو وہ چھری ابراہیم کا دل چیر دیتی ہے بس جسم زندہ رہتا ہے،آخری سانس تک زم زم کا منتظر۔

..........♡♡♡..........

آیت رات کے کھانے کے گندے برتن سنک میں رکھ رہی تھی جب سادہ سی بھوری شلوار قمیض میں ملبوس اورہان اندر داخل ہوا۔

www.novelsclubb.com

"بزی ہو؟" سنک کے قریب آتے اس نے سوال کیا ساتھ پلیٹ اٹھا کر سنک میں رکھنے لگا آیت نے گردن موڑ کر اسے دیکھا بازو کے کف کہنیوں تک مڑے ہوئے تھے، بال ابھی بھی ہلکے سے نہانے کی بدولت نم تھے۔

"نہیں بس یہ پھیلاوا سمیٹوں گی برتن رضیہ دھوئے گی..... کیوں؟" کہتے وہ کاؤنٹر تک گئی اور باقی کے برتن اٹھائے۔اورہان ہنوز سنک کے شیلف کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا تھا۔

"وہ بس...... ساتھ چائے پینی تھی۔"

آیت نے بے اختیار باہر دروازے سے نظر آتی گھڑی کو دیکھا دس بجنے لگے تھے پھر خود سے کیا وعدہ یاد آیا۔

"وہ.....اورہان" اس نے لب کاٹے۔"میں بہت تھک گئی ہوں۔"

مصنوعی جمائی لیتی وہ بولی تو اورہان نے اسے شکایتی نظروں سے دیکھا، "آیت .....؟"

"دیکھو نا، کھانا بھی میں نے بنایا ہے پھر اب کچن بھی میں سمیٹ رہی ہوں اب بلکل ہمت نہیں ہے میری۔"

"چائے پینے میں کون سی مشقت ہوتی ہے؟ ایک ہفتہ ہو گیا ہے جب سے میری جاب سٹارٹ ہوئی ہے ہم نے کبھی بیٹھ کر بات ہی نہیں کی۔ شام کو میں لیٹ واپس آتا ہوں پھر رات کو تم لوگ جلدی سو جاتے ہو۔" وہ خفا لگ رہا تھا۔

"سنڈے کو تو آف ہے نا پھر پکا پرامس کوئی بہانہ نہیں.....ابھی مجھے نیند آ رہی ہے۔ گڈ نائٹ!" اسکے جواب کا انتظار کئے بغیر وہ کچن سے نکل گئی اور تیز تیز سیڑھیاں چڑتی کمرے میں بند ہو گئی کہ کہیں دوبارہ آواز نہ آ جائے۔

"اف....اس شخص کو انکار کرنا اتنا مشکل کیوں تھا؟" سوچتے آیت واشروم میں بند ہو گئی پھر کچھ ہی دیر میں فریش سی ہوتی اپنا قرآن اٹھاتی بیڈ پر آ گئی۔ نیند تو بس ایک بہانہ تھا اور ہان کو انکار کرنے کا۔

www.novelsclubb.com

سورہ ابراہیم کھولتے ہی آیت نے سکون کا سانس لیا اور اپنا تدبر لکھنے کے لئے جرنل کھولا۔

"اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ تم پر اللہ کی نعمت یاد کرو جب اس نے تمہیں فرعون کی قوم سے بچایا جس نے تمہیں عذاب دیا اور تمہارے بیٹوں کو ذبح کیا اور تمہاری عورتوں کو زندہ رکھا۔ یہ تمہارے رب کی طرف سے سخت امتحان تھا۔ اور تمہارے رب نے خبردار کر دیا تھا کہ اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں ضرور زیادہ دوں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو بے شک میرا عذاب سخت ہے۔"

(ابراہیم: ۰۶-۰۷)

www.novelsclubb.com

اس نے بہت توجہ سے اگلی دو آیات کا مطالعہ کیا پھر انہیں سمجھتے ڈائری پر لکھنا شروع کر دیا۔

"موسیٰ کی قوم پر اللہ نے بہت ساری عنایتیں کی، روایت میں آتا ہے کہ وہ یعنی بنی اسرائیل اللہ کی لاڈلی قوم تھی۔ انہیں اللہ نے بہت سی نعمتوں سے نوازا جن

میں سب سے بڑی نعمت فرعون سے نجات تھی۔بنی اسرائیل کو فرعون کا دیا جانے والا عذاب سخت لگتا تھا کہ وہ انکے بیٹوں کو قتل کر دیتا اور بیٹیوں کو زندہ رکھتا کیونکہ اسے آنے والی نسل کے ایک بیٹے سے سلطنت ختم ہونے کا خدشہ تھا۔

یہ سب اللہ کی طرف سے ایک امتحان تھا جس پر وہ پورا اترے۔اس امتحان کا حوالہ دیتے اللہ بنی اسرائیل کو اور اس دور میں ہمیں خبردار کرتے ہیں،اس عذاب سے جو فرعون کے عذاب سے بڑا ہے۔"لکھتے لکھتے ایک پل کو آیت رکی اور دوبارہ اس آیت کو دیکھا یوں لگا جیسے بنی اسرائیل کا قصّہ نظروں کے سامنے ایک فلم کی طرح چلنے لگا ہو۔پھر قلم ڈائری پر گھسیٹتے وہ دوبارا لکھنے لگی۔

"اب ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کھول کھول کر بیان کی ہے۔بعض اعمال سے روک دیا ہے اور بعض کے کرنے کا حکم ہے۔قرآن مجید میں بہت سی باتوں کے بارے میں ہمیں صرف اسی صورت میں خبردار کیا ہے جب ہم پڑھیں اور غور کریں۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM
www.novelsclubb.com

حقیقی زندگی میں ایسے حالات ہوتے ہیں جن کے بارے میں ہم فکر مند ہوتے ہیں، پریشان ہوتے ہیں مگر جب ہم قرآن کھولتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی بیان کر دیا ہے کہ ہمیں صرف صبر و شکر کرنا ہے اور اس سے مدد مانگنی ہے۔

اور یقیناً اس نے ہمیں عذاب اور دوزخ کی آگ سے خبردار کیا ہے لیکن پھر بھی ہم ظلم کرتے ہیں خود پر، اپنی روح پر اور اپنے اعمال پر لہٰذا ہمیں ضرور سزا دی جائے گی اور ہمارے پاس کوئی عذر نہیں ہو گا کہ ہمیں خبردار نہیں کیا گیا تھا کیونکہ اللہ قرآن میں ہمیں ہر چیز سے خبردار کر چکا ہے۔

www.novelsclubb.com

اللہ ہم پر رحم فرمائے اور ہمیں اس راہ پر چلائے جس سے وہ محبت کرتا ہے آمین۔''سطر مکمل کرتے آیت نے قرآن اٹھایا اور اپنی جگہ پر رکھ دیا۔ جرنل اٹھا کر دراز میں بند کرتے وہ اپنی جمائی کو روکنے لگی۔ قرآن پڑھ کر آج نیند جلدی آ گئی تھی۔

..........♡♡♡..........

کچھ دیر وہیں شیلف کے ساتھ ٹیک لگائے اورہان کچن کے دروازے کو دیکھتا رہاجہاں سے وہ گزری تھی پھر گہری آہ بھرتا وہ سیدھا ہوا اور کچن سے باہر نکل گیا وہ اپنے کمرے میں جاتا کہ یزدانی صاحب کی آواز پر رک گیا۔

"اورہان!"

"جی ماموں؟" وہ پیچھے مڑا، یزدانی صاحب اپنے کمرے سے باہر لاؤنج میں آ رہے تھے پھر کچن کراس کرتے وہ اس تک آئے۔

"ایک ضروری بات کرنی تھی...... تم سونے لگے تھے؟"

"نہیں نہیں میں فریش ہوں آپ بتائیں..... خیریت؟" اورہان کو کچھ کھٹکنے لگا۔اس نے وقت دیکھا دس بج چکے تھے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ہاں ایک ضروری بات کرنی تھی......آؤ باہر بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔"

کہتے انہوں نے دروازہ کھولا اور باہر لان کی طرف جانے لگے۔ان کی تلقید میں چلتا اورہان اب صحیح معنوں میں پریشان ہونے لگا۔

"ایسی کیا بات ہے جو ماموں اندر بیٹھ کر نہیں کر سکتے،وہ بھی اس وقت؟"

اس نے سوچا پھر بغور ان کے تاثرات دیکھتا وہ لان میں پڑی کرسیوں پر بیٹھ گیا۔باہر لگی لائٹس میں وہ انکا چہرہ باآسانی دیکھ سکتا تھا جہاں پریشانی صاف جھلک رہی تھی۔

کچھ پل کی خاموشی کے بعد یزدانی صاحب کی آہستہ سی آواز آئی،"میں نے باسط سے بات کی ہے آیت کے لئے"

اورہان نے نہ سمجھی سے انہیں دیکھا تو انہوں نے اپنی بات جاری رکھی،"اس دن میری باسط سے بات ہوئی تھی......اسے آیت کے پاسٹ ٹراما اور کنڈیشن کا پتہ ہے۔"اورہان کہنیاں گھٹنوں پر رکھتے آگے کو ہو بیٹھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"زینی کی ڈیتھ کے بعد آیت بہت مشکل سے نارمل ہوئی تھی، ڈاکٹر باسط نے ہی اسکو تھیراپی سیشنز دیے تھے اس وقت۔" اورہان کا دل تیز رفتار پر دھڑکنے لگا۔

"ابھی جو ایکسیڈنٹ ہوا اس میں جسمانی چوٹ تو نہیں آیت کو مگر....." انہوں نے سر اٹھا کر اورہان کو دیکھا اسکی آنکھیں شاک سے ایک نقطے پر مرکوز تھی۔ "وہ مینٹلی ڈسٹرب ہو گئی ہے.......اسکا ٹراما ٹریگر ہوا ہے۔"

وہ کہتے جا رہے تھے اور انکے الفاظ نشتر کی طرح اورہان کا دل زخمی کر رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"کیا.....کہا.....ڈاکٹر باسط....نے؟" اسے اپنی آواز خلا سے آتی محسوس ہوئی۔

کچھ لمحے کی خاموشی کے بعد یزدانی صاحب کی آہستہ سی آواز آئی، "اگر ابھی سیشنز نہ لئے اس نے تو وہ اپنے ماضی اور حال میں فرق نہیں کر سکے گی........

hallucinatonsسٹارٹ ہو جائیں گی(hallucinationایک ایسی دماغی کیفیت کو کہتے ہیں جس میں انسان کا دماغ خیالی یا حقیقی منظر میں فرق نہیں کر سکتا اور خیالی تصور حقیقت معلوم ہونے لگتے ہیں۔)وہ خود کو جاگتی آنکھوں سے اس ایکسیڈنٹ میں تصور کرے گی جہاں سے یہ سب شروع ہوا۔“انکے گلے کی گلٹی ڈوب کر ابھری۔

” and there's no way back “

اورہان نے کالر کا پہلا بٹن کھول دیا،اس ٹھنڈ میں بھی اسے گھٹن محسوس ہوئی

۔

”آج چودہ دن گزر چکے ہیں اس حادثے کو.....ان چودہ دنوں میں آٹھ مرتبہ آیت کی چیخ سے میری آنکھ کھلی ہے۔باقی سب تو سورہے ہوتے ہیں پر میرا دھیان آیت سے نہیں ہٹتا۔“انکا کمرا آیت کے کمرے کے بلکل نیچے تھا جس کی

www.novelsclubb.com

بدولت آوازیں باآسانی اپنا رستہ بناتی ان تک پہنچ سکتی تھیں۔اورہان نے حیرت سے انہیں دیکھا اسے تو لگا تھا کہ آیت نارمل ہو چکی ہے۔

"وہ ظاہر کرتی ہے کہ وہ نارمل ہے پر مجھے پتہ ہے اب اسے رات کو نیند نہیں آتی،وہ ڈر جاتی ہے....ابھی بھی دیکھو اس کے کمرے کی لائٹ آن ہے۔" یہاں سے نظر آتی بلکنی سے آیت کے کمرے کی جانب دیکھتے وہ بولے تو اورہان نے انکی نظروں کے تعقب میں دیکھا،لائٹ آن تھی۔

"مطلب وہ اب تک جاگ رہی تھی....؟" اس نے سوچا تو ذہن میں اسکی بات کلک ہوئی۔

"سنڈے کو تو آف ہے نا پھر پکا پرامس کوئی بہانہ نہیں.....ابھی مجھے نیند آ رہی ہے۔گڈ نائٹ!" اسکا ذہن ایک بات پر اٹک گیا، "ابھی مجھے نیند آ رہی ہے۔"

کیا وہ اس سے اپنا ٹراما چھپا رہی تھی......؟

"ابھی مجھے نیند آرہی ہے۔"

کیا وہ اسے بتانا نہیں چاہ رہی تھی کہ وہ ڈر جاتی ہے.....؟

"ابھی مجھے نیند آرہی ہے۔"

کیا وہ اسے چھپا رہی تھی کہ اسے نیند نہیں آتی.......؟

"ابھی مجھے نیند آرہی ہے۔"

کیا وہ اسے ظاہر کر رہی تھی کہ وہ نارمل ہے......؟

"وہ اگر مجھ پر یہ ظاہر کر رہی ہے کہ وہ نارمل ہے تو میں اسے ٹرامٹائزڈ ظاہر نہیں کر سکتا۔" یزدانی صاحب کی بات پر اسکی سوال کرتی سوچیں چپ ہو گئیں وہ اب انکی طرف متوجہ تھا۔

"اس دن ہسپتال سے اسے تم لائے تھے تو تم اسے بولو کہ تمہیں کال آئی تھی تم جاب میں بزی ہو گئے تھے اس لئے بتا نہیں سکے۔"

www.novelsclubb.com

"میرے لئے کوئی مصروفیت آیت سے بڑھ کر نہیں ہے ماموں! آپ کو پہلے بتانا چاہیے تھا مجھے۔" وہ انہیں بتا نہیں سکا کہ وہ اسکے لئے جاب تو کیا سلطنت چھوڑ سکتا ہے۔

"دیر اب بھی نہیں ہوئی اورہان" وہ اٹھے تو اورہان بھی اٹھ کھڑا ہوا۔"اسے سیشنز کے لئے لے جاؤ اور یقین دہانی کراؤ کہ مجھے اس بارے میں کچھ نہیں پتہ۔"

"مگر......" اورہان نے کچھ کہنا چاہا کہ اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے یزدانی صاحب نے اسے روک دیا۔

"وہ ابھی بھی خود کو نارمل میری وجہ سے ظاہر کر رہی ہے، وہ مجھے پریشان نہیں کرنا چاہتی..... کچھ باتوں کا پردہ رہے تو اچھا ہوتا ہے ورنہ وہ بگاڑ کا سبب بنتی ہیں۔" کہتے وہ اندر جانے کے لئے مڑ گئے اور دو قدم آگے چلتے کچھ یاد آنے پر واپس مڑے۔اورہان جو وہاں کھڑا آیت کے کمرے میں چلتی روشنی کو دیکھ رہا تھا ان کے مڑنے پر انکی طرف متوجہ ہوا۔

"وہ باسط کو کہنا کہ آیت نہیں جانتی اس حادثے میں اس کے ساتھ بچنے والا لڑکا معراج تھا۔ وہ اب بھی اکثر اس لڑکے کا پوچھتی ہے اسے یہی بتانا کہ وہ لڑکا اب ٹھیک ہے۔" اپنی بات کرتے وہ اندر چلے گئے۔

اورہان ڈھے جانے کے انداز سے کرسی پر بیٹھتے آنکھیں موند گیا پھر جب کھولی تو چاند نظر آیا اور یونہی دیکھتے دیکھتے وہ چاند کسی کی آنکھوں میں تبدیل ہو گیا..... گہری سرمئی چاند سی آنکھیں جو دور سے سیاہ ہونے کا گمان دیتی تھی۔

اس کی زندگی کے دو اہم کردار ایک ہی زخم سے چور تھے۔ زخم ایک تھا بس جسم الگ تھے اور کیا معلوم انکی روحیں بھی ایک ہی ہوں.......... کیا معلوم؟

وہیں کرسی پر بیٹھے اورہان نے اپنا سر اسکی پشت سے لگاتے نظریں آسمان پر مرکوز کرلی۔

اپنے کمرے میں بیڈ پر لیٹی آیت کسی خواب کے زیر اثر ایک جست سے اٹھ بیٹھی، اسکا ماتھا پسینے سے بھیگ رہا تھا۔

کلب کی بلکنی میں کھڑا معراج چاند کو دیکھتے اٹھارہ سال پہلے کی اس اندھیری رات میں گم تھا۔

اور ان سب میں اگر آسمان کے تاروں کو دیکھو تو وہ ایک تکون بنا رہے تھے اور تکون بن چکا تھا جس کے سرے پر وہ تینوں کھڑے تھے۔ہماری کہانی کے اہم کردار........معراج،آیت،اور ہان!

وہ تکون بنتے ہی غائب ہو گیا۔شاید تکون کا ایک کردار پیچھے ہٹ چکا تھا، مگر وہ کون تھا؟

www.novelsclubb.com

..........♡♡♡..........

رات کو نجانے کتنی دیر اور ہان یونہی لان میں شدید ٹھنڈ کے باوجود لان میں ٹہلتا رہا۔تھوڑی دیر بعد وہ بلکونی سے پھوٹتی کمرے کی روشنی کو دیکھتا پھر جب وہ لائٹ بند نہ ہو گئی اور ہان وہیں باہر کرسی پر بیٹھا رہا۔

لائٹ کے بند ہوتے جب اورہان کو تسلی ہو گئی کہ آیت سو چکی ہے تو وہ بھی شب خوابی کی سرخ آنکھوں کے ساتھ اندر چلا گیا۔

صبح جب اسکی آنکھ کھلی تو گیارہ بج چکے تھے۔انگڑائی لیتے اس نے سائیڈ ٹیبل پر ہاتھ مار کر موبائل اٹھایا آنکھوں کو صاف کرتے وقت دیکھا.........گیارہ بج کر پانچ منٹ۔

بارہ بجے آیت کی اپائنٹمنٹ تھی ڈاکٹر باسط کے ساتھ. خود کو کمفرٹر سے آزاد کرتا وہ اٹھا اور اپنے کپڑے لیتا واشروم میں بند ہو گیا پھر کچھ ہی دیر میں نک سک سا تیار لاؤنج میں قدسیہ بیگم کے ساتھ بیٹھ رہا تھا نظر کچن کے دروازے پر مرکوز تھی جہاں سے آیت گلابی لانگ شرٹ کے ساتھ وول کا وائٹ اپر پہنے ہاتھ میں ٹرے اٹھائے اس طرف آرہی تھی۔آج اس نے سفید رنگ کا دوپٹہ بطور حجاب کیا ہوا تھا جس کا ایک پلو پیچھے کو پھینکا ہوا تھا اس طرح کہ اسکے سارے بال اور گردن کور تھی۔

ناشتے کی ٹرے اس نے اورہان کے سامنے ٹیبل پر ہی رکھ دی۔ٹرے رکھتے ہی اورہان صوفے پر آ گے کو ہو بیٹھا اور بریڈ پر جیم لگانے لگے۔اسکا سارا دھیان سامنے والے صوفے پر بیٹھتی آیت پر تھا۔

"آج تو سنڈے ہے پر امس یاد ہے نا اپنا؟" وہ اب سیدھا ہو کر سلائس کا بائٹ لے رہا تھا۔

"جی جی بلکل یاد ہے تم پہلے ناشتہ تو کر لو۔" کہتے وہ آرام سے ٹیک لگا کر صوفے پر بیٹھ گئی۔

"ناشتہ کر لو آرام سے بیٹا......پھر سارا دن باتیں ہی ہوتی رہیں گیں۔آج خیر سے میرا بچہ گھر ہے۔" پیار سے انہوں نے اسکے بالوں پر ہاتھ پھیرا جس پر اورہان نے مڑ کر انہیں دیکھا،

"ارے قدسیہ بیگم ابھی کنگھی کر کے آیا تھا میں۔"

"بال تو پھر بھی ویسے ہی ہیں۔" دادی کے طنز پر آیت کی ہنسی سب سے اونچی تھی پھر "Oops" کہتے اس نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ دیا جبکہ اورہان جو منہ بناتا نانی کو دیکھ رہا تھا اب آیت کو دیکھ کر پر سکون سا ہوا۔اسکی ہنسی میں سارے غم دور کرنے کی طاقت تھی،اس نے دل میں اعتراف کیا۔

ناشتہ ختم کرتے اورہان نے نیپکن سے اپنے ہاتھ صاف کئے اور قدسیہ بیگم کی طرف مڑا، "نانو میں آج آیت کو لے کر جا رہا ہوں باہر۔گھر بیٹھ بیٹھ کر اسکے دماغ کو زنگ لگ رہا ہے۔" آیت جو اسکے ناشتے کے برتن اٹھانے کے لئے اٹھی تھی منہ بناتے دونوں ہاتھ کمر پر رکھے۔ "تمہارے دماغ کو لگا ہو گا زنگ میں بلکل ٹھیک ہوں اوکے۔" پھر رضیہ کو آواز دیتے اسے برتن اٹھانے کا کہہ کر وہ واپس وہیں بیٹھ گئی۔

"بھلائی کا تو زمانہ ہی نہیں رہا،اب دیکھیں نانو اس دن مجھے کہہ رہی تھی کہ ڈیزائنز کے لئے نئے آئیڈیاز نہیں آ رہے۔" کہتے اس نے آیت کو دیکھا جو سینے پر

دونوں ہاتھ باندھے اسے سن رہی تھی، آنکھوں سے خطرناک حد تک اسکے لئے وارننگ ٹپک رہی تھی جسے بڑے دھڑلے سے اگنور کرتا وہ دوبارہ بولنے لگا۔

"باہر نکلے گی، انجوئے کرے گی، انسپائریشن ڈھونڈے گی تو ملے گی نا" وہ اب سنجیدہ لگ رہا تھا جبکہ آیت نے تھوک نگل کر اپنا گلا تر کیا۔ وہ باہر جانے سے کترا رہی تھی۔

"میں گھر ہی ٹھیک ہوں، مجھے نہیں ضرورت کسی انسپائریشن کی۔" کہتی وہ وہاں سے چلی گئی۔ اورہان کی نظروں نے اسکا تب تک پیچھا کیا جب تک وہ سیڑھیاں چھڑتی اپنے کمرے میں بند نہ ہو گئی۔ لاؤنج اوپر سے اوپن تھا جہاں ایک سائیڈ سے سیڑھیاں اور سامنے بنے دونوں کمرے نظر آتے تھے۔ اورہان نے ایک لمحے کے لئے اوپر اسکے کمرے کے بند دروازے کو دیکھا۔

"میں دیکھتا ہوں اسے۔" کہتے وہ اوپر جانے لگا قدسیہ بیگم نے بس خاموشی سے سر ہلایا پھر اٹھتی اپنے کمرے میں چلی گئیں۔

www.novelsclubb.com

دروازہ ناک ہونے پر آیت نے اپنے تاثرات نارمل کیئے اور اٹھ کر دروازہ کھولا۔سامنے توقع کے عین مطابق بیج کلر کی سویٹر شرٹ کے ساتھ جینز میں ملبوس اورہان کھڑا تھا۔دروازہ مزید کھول کر پیچھے کرتی آیت بیڈ پر بیٹھ گئی۔

اورہان اندر آیا اور ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے پڑا اسٹول اٹھا کر بیڈ کے ساتھ رکھا اور آیت کی طرف رخ کرتا اس پر بیٹھ گیا۔

”آیت....“آیت نے خفا نظروں سے اورہان کو دیکھا جو کہنیاں گھٹنوں پر رکھے اس طرف متوجہ تھا۔

”یوں بھاگنے سے تو کچھ بھی نہیں ہوگا۔ڈر کا سامنے کرتے ہیں۔“وہ گود میں رکھی اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو دیکھ رہی تھی۔

”میں ڈر نہیں رہی بس دل نہیں کرتا میرا باہر جانے کو۔“وہ محض اپنی انگلیوں کو دیکھتے کہہ رہی تھی۔

"ڈر نہیں لگتا تو چلو میرے ساتھ۔" اس کے یوں کہنے پر آیت نے سر اٹھا کر اسے دیکھا وہ جواب کا منتظر تھا۔

"میرا دل نہیں ہے اورہان، پھر کسی دن سہی۔" اسکے واپس نظریں جھکا لیں کہ کہیں وہ اسکی آنکھیں نہ پڑھ لے

"اٹھو ہم جا رہے ہیں ایسے نانو پریشان ہو جائیں گی۔" گھر والوں کی پریشانی آیت کی کمزوری تھی وہ جانتا تھا اب انکار نہیں ملے گا۔

"میں ا نہیں....." وہ کچھ کہتی کہ اورہان نے اسکی بات کاٹی، "میں گاڑی میں انتظار کر رہا ہوں۔" وہ اٹھ کھڑا ہوا پھر دروازے کی چوکھٹ پر کھڑا ہوتا واپس مڑا، "میرے ہوتے ہوئے کوئی تمہیں ہرٹ نہیں کر سکتا، میں بھی نہیں.... ٹرسٹ می!"

کیا وہ جان گیا تھا کہ میں باہر جانے سے ڈر رہی ہوں؟........ کیا میرے خوف میرے چہرے پر واضح ہونے لگے ہیں؟ اپنی سوچوں کو جھٹکتے اس نے

آنکھیں بند کر کے گہرا سانس لیا پھر آخری نظر خود کو آیئنے میں دیکھتے اس نے اپنا بیگ اٹھایا اور باہر نکل گئی۔ اورہان گاڑی میں اسکا انتظار کر رہا تھا۔ بات اسکے انتظار کی نہیں تھی، بات دادی کے پریشان ہونے کی تھی اور آیت وہ آخری شخص بھی نہیں ہونا چاہتی تھی جو انکی پریشانی کا سبب بنے۔

...........♡♡♡...........

اپنے کمرے میں بند تحریم ناول میں بلکل گم تھی جیسے اس دنیا سے اسکا کوئی تعلق ہی نہ ہو۔ کمرے کی کھڑکی کے پردے گرے ہوئے تھے۔ روم میں ہیٹر اپنا کام بخوبی سرانجام دے رہا تھا۔ ایسے میں بیڈ پر بیٹھی اپنے ارد گرد کمبل لپیٹے، رات کے سپونج باب کے کارٹون پرنٹ والے پاجامز میں ملبوس، کتاب پر جھکی اسے پڑھ رہی تھی۔ کھلے بالوں پر ہیئر بینڈ لگا تھا۔

www.novelsclubb.com

ہر صفحہ پلٹتے اسکے تاثرات عجیب سے ہو جاتے، کبھی حیرت سے آنکھیں کھل جاتی تو کبھی منہ کھول کر اس پر حیران زدہ ہوتی ہاتھ رکھتی۔اکثر پڑھتے پڑھتے اسکے دل کی دڑھکنوں کی رفتار تیز ہونے لگتی۔

وہ اکثر کتابیں پڑھتے اپنے کمرے میں بند رہنے لگی تھی۔باہر کی دنیا سے جیسے دل اچاٹ ہو گیا تھا۔پہلا سمٹ ناول پڑھتے تحریم کو کچھ عجیب سا لگا تھا جس پر خود سے دوبارہ نہ پڑھنے کا وعدہ بس زبانی ہی رہا۔پہلے وہ صرف سٹوری پڑھتی اور کچھ سینز کو چھوڑ دیتی مگر ان سینز کی ایک جھلک بھی وہ اپنے زہن سے نکالنے میں ناکام رہی۔

پھر آہستہ آہستہ اس نے وہ بھی پڑھنا شروع کر دیا خود کو یہ تسلی دے کر کہ ان سینز میں اکثر مین لائنز ہوتی ہیں ڈائلاگز ہوتے ہیں۔

پورنو گرافی کا پہلا مرحلہ کمرے میں بند ہونا ہے اور یہ وہ مرحلہ تھا جہاں تحریم انجانے میں آکھڑی ہوئی تھی۔

سب سے بڑی غلطی کوئی کام چھپ کر کرنا ہے۔چاہے وہ کام صحیح ہو یا غلط اگر وہ چھپ کر بند دروازوں کے پار کیا جائے تو وہ شر ہی لاتا ہے۔کیونکہ اب اکیلے اپنے کام کے ساتھ نہیں ہوتے آپ کے بیچ تیسرا شیطان ہوتا ہے۔

لوگ رات میں اندھیرے کے شر سے پناہ مانگتے ہیں مگر میں کہتی ہوں انسان کو تنہائی کے شر سے پناہ مانگنی چاہیے کیونکہ تنہائی وہ وقت ہے جب آپ کا نفس آپ پر سب سے زیادہ حاوی ہونے کی طاقت رکھتا ہے۔

اور نفس سے بڑا کوئی شر نہیں.........!

www.novelsclubb.com

..........♡♡♡.........

سفید سوک ڈاکٹر باسط کے کلینک کے باہر رکی تو آیت نے اچھنبے سے اور ہان کو دیکھا پھر کلینک کو۔

"آیت...."

"تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا اورہان۔" بے یقینی سے اس نے اورہان کو دیکھا۔

"بتادیتا تو تم کبھی نہ آتی۔" بے مول سی وضاحت۔

"میں ٹھیک ہوں اورہان! سنا تم نے..... میں بلکل ٹھیک ہوں۔" وہ بے بسی سے اب چیخنے لگی تو اورہان آگے کو ہو کر اس کے چہرے سے ہاتھ ہٹانے لگا۔" آیت ایسے تمہارے کہہ لینے سے سب ٹھیک نہیں ہو گا پلز.....یو نیڈ ٹریٹمنٹ آیت۔" بہت نرمی سے وہ اسے سمجھا رہا تھا۔اسکے لہجے کی شکست آیت بخوبی محسوس کر سکتی تھی۔اس نے مڑ کر کلینک کو دیکھا،"اورہان......" آنسو ابل ابل کر باہر آنے لگے۔

"میں نہیں...... نہیں" وہ کلینک کو دیکھتے نفی میں سر ہلانے لگی تو اورہان نے اسکے تھامے ہاتھوں پر ہلکا سا دباؤ ڈال کر اپنی موجودگی کا احساس دلایا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

”وہ ڈاکٹر مجھ سے......سب پوچھتے ہیں.....مجھے سب دوبارہ......سب یاد آنے لگتا ہے۔“اسکے آنسو صاف کرتے اورہان نے ہولے سے نفی میں سر ہلا رہا تھا۔

”میں بھول....جاؤں گی سب.....پھر سب ٹھیک ہو جائے گا۔“ہچکیوں میں کہتے اس نے خود اپنے آنسو صاف کئے۔

”بھولنا نہیں ہے، سامنا کرنا ہے اور سامنا کرنا، بھول جانے سے زیادہ آسان ہے۔ٹرسٹ می!“اسے بچوں کی طرح بچکارتے وہ باہر نکلا پھر گھوم کر اسکی سائیڈ کا دروازہ کھولا وہ باہر نکلنے سے انکاری تھی۔

”آیت.....“ہاتھ آگے بڑھاتے اس نے آیت کو باہر نکلنے کا اشارہ کیا۔کچھ پل اسکی ہتھیلی کو دیکھتی آیت اٹھی اور باہر نکل آئی۔اب وہ اورہان کے ساتھ اندر جا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

ہر قدم کے ساتھ اسکے دل کی رفتار تیز ہونے لگی اسے اپنے ارد گرد کی کوئی خبر نہیں تھی کہ کب اورہان نے ریسپشن پر اپائنٹمنٹ کارڈ دکھایا، کب وہ آفس کے اندر داخل ہوئے۔ دروازہ بند ہونے کی آواز پر وہ ہوش کی دنیا میں واپس لوٹی ارد گرد دیکھا، اورہان کہیں نہیں تھا۔

"تم ایزی ہو کر سیشن لو، میں باہر ہی بیٹھا ہوں اوکے، میں ادھر ہی ہوں۔" کانوں میں اورہان کے باہر جانے سے پہلے آخری الفاظ گونجے۔

"کیسی ہیں آپ آیت بیٹا، بابا کیسے ہیں؟" بلیو بٹن شرٹ پر وائٹ کوٹ پہنے ڈاکٹر باسط کے سوال پوچھنے پر وہ انکی جانب متوجہ ہوئی۔

"میں.... ٹھیک"

"ہمارے سیشنز کا پہلا اصول، کوئی جھوٹ نہیں بولنا۔" وہ اٹھ کر صوفے پر آ گئے اور اسے سامنے والی راکنگ چیئر پر بیٹھنے کا اشارہ کیا جہاں وہ چپ چاپ آ کر بیٹھ گئی۔

www.novelsclubb.com

"آپ ٹھیک ہوتی تو میرے پاس کبھی نہ آتی......."رک کر آیت کو دیکھا جو اپنے جوتوں کو دیکھ رہی تھی۔

"میں دوبارہ پوچھوں گا......آیت رحمٰن یزدانی!.....کیسی ہیں آپ؟""
آیت نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا،اپنا گلا تر کیا وہ بغور اسکے تاثرات جانچ رہے تھے۔

"میں....."اور اس نے سب کچھ کہہ دیا،ہر خوف،ہر ڈر،ہر خواب ....سب سنا دیا۔سناتے ہوئے وہ رو رہی تھی،ہاتھوں کے اشاروں سے سمجھا رہی تھی،منظر واضح کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

نوٹ پیڈ پر پوائنٹس لکھتے ڈاکٹر باسط اسے سن رہے تھے ساتھ انہوں نے پاس پڑا ٹشو باکس اسے پکڑایا جسے وہ تھام گئی۔اب وہ ٹشو نکال کر اپنے آنسو صاف کرنے لگی۔

پہلا سیشن ایک گھنٹے کا تھا اور اس پورے گھنٹے میں اور ہان کوریڈور کے چکر کاٹ رہا اسے ایک پل بھی سکون نہیں آرہا تھا۔پھر دروازہ کھلنے پر وہ مڑا،آیت

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

باہر آرہی تھی، ہاتھ میں ٹشو دبوچا ہوا تھا۔ بھوری آنکھوں میں رونے کے باعث ہلکی سی سرخی تھی۔ اورہان آگے بڑھا اس سے ہلکی پھلکی باتیں کرتے اسکا موڈ ٹھیک کیا پھر ڈاکٹر باسط سے نیکسٹ سیشن کا ٹائم لیتے وہ کلینک سے باہر نکل گئے۔

گھر تک کا سارا راستہ خاموشی سے کٹا، اورہان نے بیچ میں اسے لنچ کی آفر کی جسے اسے نے رد کردیا کہ بس گھر جانا ہے پھر گھر آتے ہی وہ اپنے کمرے میں بند ہو گئی۔

"پہلا سیشن ہے اس لئے ایسا ہو رہا ہے، ٹھیک ہو جائے گی۔" اسے اوپر جاتا دیکھ کر یزدانی صاحب نے اورہان سے کہا جس پر سر ہلاتا وہ انکے ہمراہ انکے کمرے میں آگیا پھر وہ انہیں آج ڈاکٹر باسط سے کی گئی بات کی ڈیٹیل بتانے لگا۔

..........♡♡♡..........

تاریخ کی کتابوں میں آج کے دن کو چار جنوری گردانہ جائے گا۔اٹھائیس دسمبر سے غائب معراج آج گھر لوٹا تھا۔اسکی سیاہ مرسڈیز کو دیکھتے گارڈ نے فوراً دروازہ کھولا وہ گاڑی میں گاگلز لگائے فون پر مصروف نظر آرہا تھا۔گاڑی سے باہر قدم رکھتے اسکا حلیہ واضح ہوا۔وہ اس وقت ایش گرے ٹرٹل نیک کے ساتھ بلیک پینٹ میں ملبوس تھا۔سرمئی آنکھوں کو گاگلز میں قید کئے،نفاست سے سیٹ بالوں کے ساتھ وہ فون کان سے لگائے اندر بڑھ رہا تھا کہ دروازے کے ہینڈل پر رکھا اسکا ہاتھ تھما،فون کے دوسرے پار وہ شخص کچھ کہہ رہا تھا۔

"وہ لڑکی آئی تھی میرے پاس،کنڈیشن ٹھیک نہیں تھی اسکی،ٹراماٹر گر ہوا ہے،وقت لگے گا ٹھیک ہونے میں۔"ڈاکٹر باسط کی آواز اسکے کانوں میں صور کی طرح لگی۔

"کتنا وقت؟"

"ڈیپنڈ کرتا ہے کہ وہ کتنے جلدی ٹھیک ہونا چاہتی ہے۔"

"اسے کچھ نہیں ہونا چاہیے......." ہینڈل پر ہاتھ ویسے ہی دھرا تھا نظریں اب اپنے بلیک لوفرز پر مقید تھی۔

"اس دن جو بھی ہوا وہ صرف ہمارے بیچ رہنا چاہیے، میں نہیں چاہتا میری وجہ سے اسکی فیملی میں کوئی ایشو بنے۔" کہتے وہ اب گھر کے اندر داخل ہونے لگا۔" اس دن جو بھی وہ ایک ایکسیڈنٹ تھا، اس میں میرا کوئی......" وہ آگے بڑھ رہا تھا کہ اسے اپنی آواز echo ہوتی محسوس ہوئی جیسے فون سے نکل کر اسے اپنی آواز دوبارہ سنائی دے رہی ہو۔ اس نے اچھنبے سے موبائل کان سے ہٹا کر سامنے کیا سب ٹھیک تھا۔

"ہیلو...؟" کہتے اسے اپنی ہی آواز دوبارہ سنائی دی وہ راہداری سے گزرتا آگے آیا پھر جو منظر اسے نظر وہ اسکا خون کھولنے کے لئے کافی تھا۔ اس نے گاگلز اتارتے سامنے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

سامنے صوفے پر ڈاکٹر باسط بیٹھے تھے،انکے ساتھ ہی عشنہ بیٹھی تھی اور

سامنے سربراہی سنگل صوفے پر شمس صاحب کا غصے سے لال چہرہ نظر آرہا تھا۔

معراج نے فون کان سے ہٹاتے بند کیا کیونکہ ڈاکٹر باسط کا فون سامنے ٹیبل

سپیکر پر لگا پڑا تھا۔معراج کا جبڑا تن گیا۔

"اگر پرسنل نمبر پر کال کر رہا ہوں میں تو مطلب کانفیڈنشل بات ہے۔"

اسکی بات پر عشنہ غصے سے عشنہ اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"میں نے لگایا تھا سپیکر پر فون.....مجھ سے بات کرو۔"

"کہاں تھے تم اتنے دنوں سے؟"اپنی جگہ سے اٹھتے شمس صاحب بولے تو

معراج نے ناگواری سے موبائل جیب میں ارسا

"میں بتانا ضروری نہیں سمجھتا۔"کہتا وہ اپنے کمرے میں جانے کے لئے مڑا

مگر عشنہ کی آواز پر وہیں رک گیا۔

"شمس کچھ پوچھ رہیں ہیں.......کدھر تھے تم معراج؟" وہ اس پر چیخ رہی تھیں۔

"انہیں اگر اتنی ہی فکر ہوتی تو کروا لیتے پتا، ڈھونڈھ لیتے مجھے......مر تو نہیں گیا تھا نا میں۔"

"معراج!" ایک بار پھر عشنہ کی آواز آئی مگر وہ بولے گیا، "اس مرزا کو تو دنیا کے کونے سے بھی ڈھونڈھ لائے تھے یہ۔ میری دفعہ ہی انکے اسرورسوخ ختم ہو جاتے ہیں۔" طنزیہ کہتے معراج نے ہاتھ میں پکڑی چابی دبائی، فرسٹریشن بڑھ رہی تھی۔

"یہ کس لڑکی کی بات ہو رہی تھی، کیا کیا ہے تم نے؟" شمس درانی اس کے سامنے آ کھڑے ہوئے، فضا میں تناؤ بڑھ گیا۔

"تم آج تک جو بھی کرتے آرہے ہو میں نے کرنے دیا، پر کسی لڑکی کی عزت تمہاری وجہ سے خراب ہو معراج میں یہ برداشت نہیں کروں گا، مائنڈ اٹ!" آج

پہلی بار قصر درانی کی دیواروں نے شمس کی اونچی آواز سنی تھی، وہ بہت گرجدار تھی
۔

''میرا خون اتنا گندا نہیں ہے، یہ کردار میں اپنے گھر برداشت نہیں کر سکتا نکل جاؤ یہاں سے، بہت ہو گئی تمہاری حرام خوریاں۔'' انکی بات پر عشنہ اور باسط کی گردنیں ایک ساتھ مڑیں۔

''شمس! ہوش میں آؤ بیٹا ہے وہ تمہا.......'' شمس نے ہاتھ اوپر کر کے ڈاکٹر باسط کو آگے بولنے سے روکا۔

''نہیں ضرورت مجھے ایسے بیٹے کی جس کی وجہ سے دوسروں کی بیٹیاں غیر محفوظ ہوں۔'' معراج اگلی کوئی بھی بات سنے بغیر اپنے کمرے کی طرف بڑھا اور وارڈروب سے اپنا ہینڈ کیری نکالا۔ اب وہ اپنے کپڑے نکال نکال اس ہینڈ کیری میں پھینک رہا تھا۔

باہر ڈاکٹر باسط شمس کو سمجھانے کی تگ ودگ میں تھے۔

"ایسا کچھ بھی نہیں ہے جیسا تم سمجھ رہے ہو اس لڑکی کو معراج نے بچایا تھا ، تم غلط مطلب لے رہے ہو۔"

شمس نے صوفے پر بیٹھے اپنا سر ہاتھوں میں تھام لیا جبکہ عشنہ معراج کو روکنے کے لئے اس کے کمرے میں جا رہی تھی۔

"اسے جانے دو باسط......" وہ سر جھکائے بے بسی سے بولے، "جو بدگمانی ایسے ختم نہیں ہو رہی وہ شاید......کچھ پل کی دوری ختم کر دے۔"

"وہ مزید بدگمان ہو جائے گا، شمس!"

شمس نے چہرہ اٹھا کر باسط کو دیکھا، "اتنے سال گزر گئے اس بدگمانی میں، کچھ سال اور سہی۔ میں یہ رسک لینا چاہتا ہوں۔ ایک آخری کوشش......." باسط کے پاس الفاظ ختم ہو گئے۔ وہ ایک باپ کو اپنی اولاد کے لئے آخری کوشش کرنے سے کیسے روک سکتے تھے؟

www.novelsclubb.com

عشنہ اندر آئیں تو معراج ہینڈ کیری کی زپ بند کر رہا تھا، عشنہ نے فوراً آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ تھام لئے۔

"معراج مت جاؤ، تمہارے بابا ابھی غصے میں ہیں۔" وہ اسکے ہاتھ پکڑے منت کرنے کے انداز میں بولیں تو معراج نے آہستہ سے اپنے ہاتھ چھڑوائے۔

"یتیم تو میں اٹھارہ سال پہلے ہی ہو گیا تھا بس آج بے گھر ہو رہا ہوں اور مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، معراج درانی کے لئے ابھی زمین کم نہیں پڑی۔" اس نے ہینڈ کیری کھڑا کر کے اسکاڑ ولی ہینڈل نکالا۔

"شمس غصے میں وہ سب کہہ رہے تھے..... تم مت جاؤ بیٹا!" وہ دوبارہ آگے بڑھی اور اسکے دونوں ہاتھ تھام لئے۔

"مجھ میں بھی انہیں کا خون دوڑ رہا ہے، میں بھی درانی ہوں اب میں اپنی انا کو کچل کر یہاں نہیں رہوں گا۔" نرمی سے انکے ہاتھ ہٹاتے وہ باہر نکلنے لگا۔

"وہ لڑکی کون ہے معراج، پسند کرتے ہو اسے؟" اسے اپنی پشت سے عشنہ کی آواز آئی، اس کے قدم چوکھٹ پر رک گئے۔

"کیا میں جانتی ہوں اسے؟"

وہ واپس مڑا ایک نظر عشنہ کو دیکھا، آنسو کے نشان گال پر نظر آرہے تھے ۔آنکھیں ابھی بھی نم تھیں۔ وہ آگے بڑھا انگھوٹے سے آنسو صاف کیے، "فکر نہ کریں ماں جی، آپ کا بیٹا اسکے قابل نہیں ہے۔" ان کی پیشانی پر بھوسہ دیتا وہ کمرے سے باہر نکل گیا اور پیچھے عشنہ بیڈ کی پائنتی کے ساتھ ٹیک لگاتی نیچے فرش پر بیٹھتی چلی گئی۔

www.novelsclubb.com

ابراہیم اور اسماعیل کی اس آزمائش میں صفا و مروا کے چکر کاٹنے والی ہاجرہ تھی

!......

وہ لاؤنج سے گزرتا باہر نکل رہا تھا کہ شمس کی آواز پر رکا۔

"مجھ سے ناراضگیاں نبھا کر میرے ہی پیسوں سے عیاشیاں کر رہے ہو۔اس گھر سے جا رہے تو یہ عیاشیاں بھی یہیں چھوڑ کر جاؤ!"معراج نے مڑ کر انہیں دیکھا ۔

"یہاں سے جاؤ گے تو اپنے نام کے ساتھ درانی ہٹا کر جاؤ گے!"ڈاکٹر باسط نہ سمجھی سے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔فضا میں تناؤ ہر گزرتے لمحے بڑھتا جا رہا تھا۔ ڈاکٹر باسط نے دیکھا کہ معراج واپس پلٹا اور کچھ قدم آگے آیا پھر ایک جھٹکے سے ہینڈ کیری کو دھکیلا تو وہ ٹائر گھسیٹتا شمس کے قریب صوفے سے جا لگا۔پھر معراج نے ہاتھ میں پکڑی گاڑی کی چابی ٹیبل پر پٹخی۔

اب وہ شمس کی آنکھوں میں دیکھتے اپنی کلائی سے رولیکس اتار کر ٹیبل پر رکھ رہا تھا پھر اس نے اپنی جیب سے والٹ نکالا اور اسے ٹیبل پر رکھتا باہر نکل گیا۔

پیچھے یزدانی صاحب نے گہرا سانس لیتے چہرے پر ہاتھ پھیرا،"زمانے کی ٹھوکریں لگیں گی تو خود ہی پلٹ آئے گا۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

واپس بیٹھتے ڈاکٹر تمسخرانہ ہنسے پھر شمس کو دیکھا، "تم یہ کیوں بھول گئے ہو شمس وہ اب احمد نہیں ہے، معراج ہے!" معراج پر زور دیتے وہ بولے۔

"وہ اپنے بچاؤ کا رستہ ڈھونڈھ نکالتا ہے۔اٹھارہ سال پہلے بھی اسے بچانے والا وہ خود تھا اب تو پھر وہ ستائیس سالہ مرد ہے تمہیں کیوں لگا کہ وہ زمانے کی ٹھوکریں برداشت نہیں کر سکے گا۔" وہ اٹھ کھڑے ہوئے، شمس کی نظریں بھی ان کی طرف اوپر کو اٹھیں۔آگے بڑھ کر انہوں نے شمس کا کندھا تھپکا، "نو سال کا تھا وہ جب موت کے منہ سے خود کو نکال کر لایا تھا، وہ معراج ہے.........معراج احمد درانی!" کہہ کر وہ جا چکے تو شمس راہداری کو دیکھتے رہے۔

کیا وہ غلط کر چکے تھے.......؟

..........♡♡♡..........

گھر سے باہر نکلتے معراج کچھ دیر یونہی غصّے میں چلتا رہا پھر ایک ٹیکسی اسکے پاس آرکی تو اسکے قدم بھی رک گئے۔

"صاحب کہیں جانا ہے آپ نے؟" اسکی آواز پر معراج نے پیچھے دیکھا وہ قصر درانی کے کافی آگے نکل آیا تھا پھر اس نے ٹیکسی ڈرائیور کو دیکھا، ایک بار پھر مڑ کر پیچھے دیکھا اور دروازہ کھولتا پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"یہاں قریب ہی پی سی ہے وہاں لے جاؤ۔" اس نے جی صاحب کہہ کر گاڑی آگے بڑھادی تو سیٹ کے ساتھ ٹیک لگاتے معراج نے آنکھیں بند کر لی پھر کچھ ہی دیر میں وہ پی سی کے باہر کھڑا تھا۔

گاڑی سے اترتے معراج نے اسے پیسے دینے کے لئے جیب میں ہاتھ ڈالا وہاں کچھ نہیں تھا۔اسے والٹ ٹیبل پر پھینکنے کا منظر یاد آیا اس نے لب کچل کر کوفت سے آنکھیں میچی پھر ڈرائیور کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔اس نے گہری سانس لی پھر اپنی شرمندگی کو زائل کرتے سوال کیا۔

www.novelsclubb.com

"کارڈ پیمنٹ اکسپٹ کرتے ہو؟"

"نہیں صاحب۔" معراج نے ارد گرد دیکھتے کوئی حل نکالنا چاہا۔ حقیقت تو یہ تھی کہ معراج کے پاس کارڈ بھی نہیں تھا اور وہ جانتا تھا کہ یہ کارڈ پیمنٹ نہیں لے گا بس خود کو مزید شرمندہ ہونے سے بچاؤ کا آخری داؤ لگایا تھا۔

"اچھا ایک منٹ رکو تم یہیں۔" اس نے ہاں میں سر ہلا کر گاڑی کا انجن بند کر دیا تو معراج کچھ فاصلے پر جا کھڑا ہوا وہ اب کسی کو کال کر رہا تھا۔ گاڑی میں بیٹھے ڈرائیور نے تاسف سے اسے کان سے فون لگائے اِدھر اُدھر ٹہلتے دیکھا وہ اب دور سے اسے ایک منٹ کا اشارہ کر رہا تھا۔

"حلیے سے اونچے خاندان کا لگتا مگر جیب میں پھوٹی کوڑی نہیں ہے....

ہونہہ" سر جھٹکتے ڈرائیور نے اپنا فون نکال لیا۔

سامنے فٹ پاتھ پر اورہان کو کال کرتا معراج پی سی ہوٹل کو دیکھ رہا تھا۔ یہاں آتے ہوئے وہ واقعتاً بھول گیا تھا کہ اب اسکی جیب خالی ہے۔ وہ ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ کال کنیکٹ ہوگئی اورہان کے ہیلو کی آواز آئی۔

"ہاں ہیلو... اورہان کہاں ہو تم اس وقت؟"، فون کی طرف متوجہ ہوتا وہ فوراً بولا۔

"شریف آدمی اس وقت کام پر ہوتا ہے معراج، تم جیسا جاب لیس بندہ اب کیا جانے۔" مصنوعی آہ بھرتا وہ بولا۔

"ڈفر انسان! میں سیریس ہوں اس وقت بات سنو میری۔" وہ فون کے پار بھی معراج کی فرسٹریشن محسوس کر سکتا تھا۔

"کیا ہوا؟" وہ اپنے کیبن میں سیدھا ہو بیٹھا۔ پھر معراج نے اسے لانگ سٹوری شارٹ کر کے سب بتا دیا۔

"اب میں ہوٹل کے باہر کھڑا ہوں، بتاؤ کیا کروں؟ آ سکتے ہو تم...؟" ہلکی سی دھوپ کی کرن سرد بادل چیرتی اس تک آ رہی تھی۔

اورہان نے سامنے پڑی فائلز کے پلندوں کو دیکھا، "معراج...."

"اورہان نہیں میں بتا رہا ہوں میں یہاں نہیں ہو سکتا۔"

"ارے نہیں چپ کرو! یہ نہیں کہہ رہا میں۔ تم ایک منٹ ہولڈ کرو میں کال بیک کرتا ہوں، ایک حل ہے میرے پاس۔"

"ایک سے دوسرا منٹ نہیں ہونا چاہیے۔" کہتے اس نے فون بند کر دیا اور ٹیکسی کی جانب قدم بڑھا دیے۔ اب وہ ٹیکسی کے سامنے کھڑا تھا۔

"بس ایک منٹ صبر کریں میرا دوست آتا ہی ہو گا۔" اس کا فون بج پڑا 'اورہان کالنگ'۔ سائیڈ پر ہوتے معراج نے اسکی بات سنی اور واپس آ کر ٹیکسی میں بیٹھ گیا۔

''آپ اس اڈریس تک چھوڑ دیں مجھے، وہاں جا کر میں آپ کو پیسے دیتا ہوں۔
''

''جی بہتر۔''، کہتے اس نے انجشن میں چابی گھمائی اور اسکے دیے اڈریس کی جانب جانے لگا۔ سیٹ سے ٹیک لگاتے معراج نے سکون کا سانس لیا اور گردن کھڑکی کی طرف موڑ لی۔

وہ اسلام آباد کی سڑکوں آج شاید پہلی دفعہ فرصت سے دیکھ رہا تھا....... صاف روڈ، ارد گرد لگی پول لائٹس، روڈ کے سنٹر سے الگ کرنے کے لئے بیچ میں فاصلے پر کچھ پودے لگے ہوئے تھے.۔ اس نے سر سیدھا کر لیا اور آہستہ سے اپنی آنکھیں بند کر لی۔

دوست بھی ضروری ہوتے ہیں اس زندگی کی بھیڑ میں، جب راستے تنگ پڑ جائیں تب محبوب نہیں آتے کھولنے۔

www.novelsclubb.com

یہی سوچتے سوچتے اس کی منزل آگئی۔ گاڑی رکنے پر معراج دروازہ کھولتا باہر نکلا، نظر اٹھا کر اس گھر کو دیکھا۔

خوبصورت طرز پر بنایہ دو منزلہ گھر تھا۔ میں گیٹ کے ساتھ خوبصورتی سے تراشے ہوئے پودے سیٹ کیے گئے تھے۔ معراج کو پہنچانتے ہی گارڈ نے گیٹ کھول دیا۔

گیٹ کھولتے ہی آگے چھوٹا سا پورچ تھا اور اسکے بائیں جانب خوبصورت سا لان بنا تھا۔ پورچ سے گزرتے معراج نے مین دروازہ پر دستک دی اور ذرا سے فاصلے پر ہوتے وہ دروازہ کھلنے کے انتظار میں مڑ کر لان کو دیکھنے لگا۔ کلک کی آواز سے دروازہ کھلا تو معراج پلٹا، نگاہ کھلے دروازہ میں استہزا کھڑی لڑکی پر پڑی۔

وہ ٹھہر گیا، اسکی ساری دنیا ٹھہر گئی اس نے بے اختیار پلک جھپکی کہ کہیں یہ خواب تو نہیں۔

"ہالہ.....!" اور سامنے کھڑی آیت کا سانس تک رک گیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ان دونوں سے فاصلے پر گھر کے باہر لگتی تختی کو سورج اس سردی میں اپنی کرن سے نرم رکھے ہوئے تھا۔دھوپ کی اس کرن میں وہ تختی اور چمکی اور اس پر لکھا نام واضح ہوا.......''یزدانی ہاؤس''

..........♡♡♡..........

اختتام حصہ دوم؛''ابراہیم''

جاری ہے۔

www.novelsclubb.com